REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. No. P. 67.

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

جلد ـــ ۲۱
ایڈیٹر :- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر :- جاوید اقبال اختر

ہفت روزہ بدر قادیان

شمارہ ـــ ۴۸
شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲۳ ر شوال ۱۳۹۲ھ | ۳۰ ر نبوت ۱۳۵۱ ہش | ۳۰ ر نومبر ۱۹۷۲ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۸ ر نبوت (نومبر) - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۲۱ ر نبوت کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔ الحمدُ للّٰہ ۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں ۔

★ ـــ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ ۔

قادیان ۲۶ ر نبوت ۔ محترمہ ہدایت سوکیہ آف مارشیس ربوہ میں لجنہ کی پچاس سالہ تقریب میں شمولیت کے بعد مورخہ ۲۳ ر نومبر کو قادیان تشریف لائیں ۔ اور کل مورخہ ۲۵ ر نومبر کو واپس وطن جانے کیلئے برائے دہلی روانہ ہوگئیں جہاں سے فرینکفورٹ (جرمنی) ہوتے ہوئے مارشیس تشریف لے جائیں گی ۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں ہر طرح حافظ و ناصر ہو اور بخیریت منزلِ مقصود تک پہنچائے ۔ آمین ۔

قادیان ۲۸ ر نبوت ۔ محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب امیر مقامی قادیان مع جملہ درویشانِ کرام بخیریت ہیں ۔ الحمدُ للّٰہ ۔

زیارتِ صالحین اور علمِ دین حاصل کرنے کی خاطر سفر کرنا موجبِ ثوابِ کثیر اور اجرِ عظیم ہے

جلسہ سالانہ کی عظمت و اہمیت اور مہتم بالشان اغراض و مقاصد

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے رُوح پرور ارشادات کی روشنی میں ـــ !!

قادیان میں جماعت احمدیہ کا اکیاسی واں جلسہ سالانہ بتاریخ ۱۸ ـــ ۱۹ ـــ ۲۰ ر فتح ۱۳۵۱ ہش مطابق ۱۸ ـ ۱۹ ـ ۲۰ ر دسمبر ۱۹۷۲ء منعقد ہو رہا ہے ۔ جملہ احباب جماعت کو اس سراسر رُوحانی اجتماع میں شریک ہونے اور اس سے کماحقّہٗ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔ اس عظیم الشان جلسہ کی عظمت و اہمیت سے کماحقّہٗ استفادہ کرنے کے بارے میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالتِ انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو ۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصّہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے ۔ تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہانِ یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقینِ کامل پیدا ہو کر ذوق و شوق پیدا ہو جائے ۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے ۔ کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی ۔ اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعثِ ضعفِ فطرت یا کمیٔ مقدرت یا بُعدِ مسافت یہ میسّر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے ۔ یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے ۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعالِ شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے اوپر روا رکھ سکیں لہٰذا قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں چند روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرطِ صحت و فرصت اور عدمِ موانع تاریخِ مقررہ پر حاضر ہو سکیں ۔ تو حتّی الوسع تمام دوستوں کو محض لِلّٰہ ربّانی باتوں کو سُننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے ۔

★ ـــ اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف سُنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں ۔

★ ـــ نیز اُن دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجّہ ہوگی ۔ اور حتّی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے ۔

★ ـــ ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخِ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے ۔ اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا ۔

★ ـــ جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے مغفرت کی جائے گی ۔

★ ـــ تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور اُن کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزّت جلّ شانہٗ کوشش کی جائے گی ـــــــ اور

★ ـــ اس روحانی جلسہ میں اور بھی رُوحانی فوائد اور منافع ہوں گے ۔ جو انشاء القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے ۔ اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں ۔ اور اگر تدابیر اور قناعت شعاری سے تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچِ سفر کے لئے جمع کرتے جائیں ۔ اور الگ رکھتے جائیں تو بلا توقف سرمایہ میسّر آجائے گا ۔ گویا سفر مفت میسّر ہو جائے گا ۔"

(آسمانی فیصلہ)

ولادت باسعادت

قادیان ۲۸ ر نومبر ۔ کلکتہ سے عزیز مکرم سیٹھ منیر احمد صاحب بانی کی طرف سے بذریعہ تار یہ پُر مسرت اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں چار بیٹیوں کے بعد پہلا فرزند عطا فرمایا ہے الحمدُ للّٰہ ثمّ الحمدُ للّٰہ ۔

عزیز نومولود محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی آف کلکتہ ممبر صدر انجمن احمدیہ کا پوتا ہے ۔

اِدارہ بدر اس موقعہ پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز نومولود کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے اور خادمِ دین بنائے ۔ اس کے وجود کو سارے خاندان کے لئے قرۃ العین بنائے آمین ۔

(ایڈیٹر بدر)

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر : صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳۰ نبوت ۱۳۵۱ ہش

ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ

گزشتہ سے پیوستہ اشاعت میں ہم قرآن کریم کی اس تنبیہہ کا ذکر کرچکے ہیں جو سورۃ محمدؐ کی آخری آیت میں نام کے مسلمانوں کو کی گئی ہے۔ ہماری اس گفتگو کی بنیاد ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی میں شائع ہونے والا وہ جائزہ تھا جسے معاصر نے اسی آیت کریمہ کے اُردو ترجمہ۔ "ورنہ خدا تمہاری جگہ دوسری قوم لائے گا۔ پھر وہ تمہارے جیسے نہیں ہوں گے" کے طویل اور فکر انگیز عنوان کے تحت شائع کیا۔ اور اسی آیت کریمہ کے آخری حصّہ کو ہم نے بھی آج کی گفتگو کا عنوان بنایا ہے۔ سابقہ گفتگو کے ضمن میں اندرونی شہادت کے طور پر ہم نے اخبار الجمعیۃ کے اسی پرچہ میں ایک اور مولانا صاحب کے مضمون کا لمبا اقتباس دیکر واضح کیا تھا کہ دوسری حقیقت پسند دُنیا کی طرح خود معاصر کے مضمون نگار کو بھی برملا اعتراف ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت کیا بلحاظ عقائد و نظریات کے اور کیا بلحاظ اعمال و کردار کے اس وقت جادۂ مستقیم سے منحرف ہوچکی ہے۔ اس صورت میں اکثریت پر "تولّی" کا حکم منطبق ہونے کی بات چنداں مشتبہ نہ رہی اب صرف ضرورت اسی بات کی ہے کہ اس قابلِ قدر "قوم" کی تلاش کی جائے جسے بارگاہِ ربّ العزّت نے ان نام کے مسلمانوں کی جگہ کھڑا کر دیا ہے۔ اور اس بات کے لئے بھی کسی پریشانی میں پڑنے کی ضرورت نہیں رہی۔ مولانا موصوف کے مذکورہ مضمون ہی میں اس عقدہ کا بھی حل موجود ہے۔ موصوف غیر مسلموں میں اسلام کی دعوت کو کامیاب بنانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"غیر مسلموں میں اسی وقت اسلام کا صحیح تعارف ہوگا اور اس کی دعوت برگ و بار لائے گی جب کہ مسلمانوں کے اندر کم از کم ایک ایسا ممتاز گروہ وجود میں آجائے جو اپنے قول و عمل سے اسلام کا ترجمان ہو جائے۔"

پھر اس ممتاز گروہ کے متعلق ایک طبعی سوال کا ذکر کرتے ہوئے خود ہی اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"شاید آپ یہ پوچھیں گے کہ مسلمانوں کے اندر سے ایسے کسی گروہ کا نکل آنا کیا اس کو اتنا اونچا مقام عطا کر دے گا کہ دنیا اس کو اسلام کا ترجمان سمجھنے لگے؟ کیا اس گروہ میں اتنی طاقت ہوگی کہ دُنیا اسلام کو سمجھنے کے لئے صرف اس کی روش کو دیکھے اور مسلمانوں کی اکثریت سے اِس لئے صَرفِ نظر کرے کہ اس کا طرزِ عمل اسلام سے ہٹا ہُوا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک ایسا ہی ہوگا۔ اور اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہے۔ جب کوئی گروہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنے والا دنیا کے سامنے موجود ہوگا تو اس کے لئے یہ فیصلہ کرنا آسان ہوگا کہ کون اسلام کا نمائندہ ہے اور کون اس کو چھوڑ چکا ہے۔" (الجمعیّۃ دہلی مورخہ ۳ نومبر ۷۲ء صفحہ ۱۵)

ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ ممتاز گروہ وجود میں آچکا اور مسلمانوں کی اکثریت کے بارہ میں خدا تعالیٰ کی تنبیہہ کا نتیجہ بھی سامنے آچکا۔ یعنی خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق نام کے مسلمانوں کی جگہ کام کے مسلمان یعنی احمدیوں کو کھڑا کر دیا۔ اب مولانا جلال الدین صاحب (الجمعیۃ کے مضمون نگار) کے قول کے مطابق ساری دنیا احمدیہ جماعت کو دیکھتی ہے۔ اس جماعت کا عمل اور کردار ایک کھلی کتاب کی طرح دنیا کے سامنے ہے۔ حقیقت پسند دُنیا فی الواقع مسلمانوں کی اکثریت سے محض اس لئے صَرفِ نظر کر رہی ہے کہ اس کا طرزِ عمل بیّن طور پر اسلام سے ہٹا ہُوا ہے۔ اس کے برعکس احمدیہ جماعت کو اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کرنے والا پاتی ہے۔ تب اس کے لئے اس بات کا فیصلہ کرنا بالکل آسان ہو جاتا ہے کہ فی زمانہ اسلام کی نمائندگی کون کرتا ہے۔ مضمون نگار کی بات بالکل صحیح اور درست ہے کہ جب حق کی متلاشی دنیا احمدیوں کو اسلام کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنے والا پاتی ہے تو وہ اکثریت کو چھوڑ کر خود بخود احمدیہ جماعت کی طرف راغب ہوتی ہے۔

رہا یہ سوال کہ وہ کون کونسے نمایاں اعمال و کردار ہیں جن کے سبب بیرونی دُنیا مسلمانوں کی اکثریت کے مقابلہ میں احمدیوں کو اسلام کا نمائندہ سمجھتی اور اس کی باتوں کو غور سے سنتی اور اس سے اثر قبول کرتی ہے؟ سو اس کی مختصر سی تفصیل کچھ اس طرح ذہن نشین کی جاسکتی ہے کہ:۔

۱۔ احمدی ایک ہاتھ پر منظم ہیں اور صحیح معنوں میں جماعت کہلاتے ہیں۔ جبکہ دوسرے تمام مسلمان منتشر اور منتشر سے ہیں۔ جو شخص اسلامی نماز سے واقفیت رکھتا ہے وہ اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ کوئی جماعت "جماعت" نہیں جس کا کوئی امام نہیں۔ بغیر امام کے جماعت کا تصور بھی غیر اسلامی ہی ہے۔ پھر یہ کیسے باور کیا جائے کہ "يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ" کسی ایسے گروہ پر صادق آجائے جس کا کوئی بھی واجب الاطاعت امام نہیں۔ اور خود سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں اپنی امت کے کئی فرقوں میں بٹ جانے کا ذکر کرتے ہوئے ایک فرقہ کے سوا باقی سب فرقوں کی نسبت فرمایا کہ كُلُّهُمْ فِى النَّارِ اِلَّا فِرْقَةً وَّاحِدَةً۔ کہ سارے کے سارے جہنمی ہیں البتہ ایک فرقہ ناجی ہے۔ اور اس ناجی فرقہ کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِى"

کہ وہ میرے اور میرے صحابہ کے نقشِ قدم پر چلنے والا ہوگا۔ اب یہ بات کیسی بیّن اور واضح ہے رسول اللہ صلعم اپنے صحابہ میں امام تھے اور باقی سارے کے سارے مقتدی۔ حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد امامت کے مقام پر حضرت ابوبکرؓ فائز ہوئے۔ آپ کے بعد حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ اور موجودہ زمانہ میں بھی بموجب ارشادِ نبوی خلافت علی منہاج النبوۃ کا اجراء تقدیرِ ربّانی ہے۔ خدا تعالےٰ نے امام مہدی کو منہاج نبوت پر ہی حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں کھڑا کیا اور اب وہی اس زمانہ کے امام ہیں اور آپ کی جماعت ہی اصلی جماعت ہے۔ حسب حدیث نبوی امام مہدی کے بعد ویسا ہی سلسلہ خلافت چلنا ضروری ہے جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ خلفاء راشدین کے ذریعہ چلا۔ یہ خلافتِ حقہ احمدیہ ہی ہے جس کے ذریعہ سے دنیا کے تمام احمدی ایک سلک میں منسلک ہوکر ہر پہلو میں اسلام کی نمائندگی کرتے ہیں۔

۲۔ دوسرے غیر احمدیوں کا ایک مرکز ہے جبکہ دوسرے تمام مسلمان اس سے محروم ہیں کسی مرکز اور کسی زندہ شخصیت کے ماتحت نہ ہونے کے سبب باوجود دنیا میں عددی کثرت رکھنے کے مسلمانوں کی اکثریت غیر اسلامی دنیا کے سامنے قطعی بے وقعت ہے۔ اس کے برعکس جماعت احمدیہ ہے کہ ایک امام کے ماتحت ہوکر اور ایک مرکز سے وابستہ رہ کر اس کی جملہ مساعی ایسی نتیجہ خیز ثابت ہو رہی ہیں کہ باوجود عددی قلت اور مالی وسائل کی حد درجہ کمی کے جماعتِ احمدیہ نے اشاعت و تبلیغ اسلام کے کام میں وہ مقام پیدا کر لیا جس سے بڑی بڑی اسلامی حکومتیں بھی محروم ہیں۔ حالانکہ احمدیہ جماعت سے بڑھ کر کہیں زیادہ مالی وسائل ان کے پاس ہیں اور سیاسی برتری اور دیگر ذرائع کی جو وسعت انہیں حاصل ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جماعت کا یہ نمایاں امتیاز مرکز ہی کی برکت ہے۔

۳۔ مرکز کے ساتھ ساتھ ایک بیت المال کا ہوتا ہے۔ غیر از جماعت مسلمانوں کے پاس کہیں بھی ایسا کوئی نظام موجود نہیں ہے۔ ساری دُنیا میں گھوم جائیے جس طور سے جماعتِ احمدیہ اپنے ممبران سے محض طوعی چندوں کے ذریعہ لاکھوں اور کروڑوں روپے جمع کر کے دنیا کے کونے کونے میں اسلامی جھنڈے کو بلند کر رہی ہے۔ کسی بھی اسلامی ملک یا جماعت کو اس کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جاسکتا!!

۴۔ پھر احمدی باعمل جماعت کے فرد ہیں۔ غیر احمدی ہر قسم کی پابندیوں سے بالکل آزاد اور کسی ضابطہ اور عمل کے پابند نہیں۔ جدھر منہ اٹھا چل پڑے۔ اور اِدھر یہ حال ہے کہ جونہی حضرت امام جماعتِ احمدیہ کوئی نیک تحریک فرماتے ہیں۔ دُنیا بھر کے تمام احمدی اس پر کاربند ہونے کے لئے دِل و جان سے تیار ہو جاتے ہیں۔ جو اسلامی تعلیمات بنیادی نوعیت کی ہیں ان کی پابندی تو جماعتِ احمدیہ میں شامل ہونے کی ابتدائی شرط ہے۔

۵۔ احمدی منظم اور باعمل ہونے کے سبب جس کام میں ہاتھ ڈالتے ہیں اسے کامیاب بنا کر چھوڑتے ہیں۔ جبکہ باقی کے مسلمان صرف خیالی دنیا میں رہتے ہیں۔ اور کسی بھی قابلِ ذکر ذمہ داری کے کام کو نہ ہاتھ میں لے سکتے ہیں اور نہ ان کے لئے کسی طرح کی کامیابی کا سوال ہی پیدا ہوتا ہے۔

۶۔ احمدیہ جماعت تبلیغی جماعت ہے۔ اور جہاد بالقرآن اس جماعت کا طرۂ امتیاز ہے۔ غیر ممالک میں اس کے سینکڑوں تبلیغی مشن قائم ہیں۔ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینا احمدیت ہی کی امتیازی شان ہے۔ دوسرے مسلمان اس سے محروم ہیں۔ اس بارے میں ان کا اپنا اعتراف وقتاً فوقتاً اخبارات و رسائل میں شائع ہوتا رہتا ہے۔ اس جگہ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

۷۔ جماعتِ احمدیہ خادم قرآن ہونے کا حق ادا کر رہی ہے۔ اور اس کی قرآن کریم سے دلی محبت کا ناقابلِ تردید ثبوت جماعت کا اس پر سختی سے عمل ہے۔ اور پھر اسی عملی نمونہ کے ساتھ ساتھ من حیث الجماعۃ دُنیا کی مختلف زبانوں میں قرآنِ کریم کے تراجم کی اشاعت کر رہی ہے۔ اگر اسی بات کو ذرا ریسرچ کے رنگ میں دیکھا جائے تو یہ جماعت احمدیہ ہی ہے جس نے زمانہ کی ضرورت کے مطابق سب سے پہلے قرآن کریم کی تفسیر و تشریح کو پیش کرتے اور اس کے علوم و معارف سے دُنیا کو واقف و آگاہ کرنے کا علم بلند کیا۔ کون نہیں جانتا کہ ایک وقت تک خود علماء حضرات اس بات کی شدید مخالفت کرتے رہے ہیں کہ قرآنِ کریم کی جو تفاسیر پہلے زمانہ میں ہو چکی ہیں اُن کے بعد کسی کو تفسیر کے میدان میں قدم رکھنے کی ضرورت نہیں۔

(باقی صفحہ پر)

خطبہ جمعہ

غلبۂ اسلام کے حصول کی خاطر اپنے سب اختلافات مٹا کر ایک ہو جاؤ

تقوی اللہ کو اس کی تمام شرائط کے ساتھ اختیار کرو تا خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ سے بچے رہو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۹ ماہ تبوک ۱۳۵۱ ہش مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۷۲ء بمقام مسجد اقصٰے ربوہ

سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت اور ترجمہ بیان فرمایا:-

" وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ٥ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ٥ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ٥ "

(آلِ عمران: ۱۰۲ تا ۱۰۴)

اور جو شخص اللہ کی پناہ لے لے تو (سمجھو کہ) اسے سیدھی راہ پر چلا دیا گیا۔

اِس لئے اے ایماندارو! اللہ کا تقویٰ اس کی تمام شرائط کے ساتھ اختیار کرو۔ اور زندگی کے آخری سانس، موت کی گھڑی تک اللہ تعالیٰ کے کامل فرمانبردار بنے رہو۔

اور تم سب (کے سب بغیر کسی استثناء کے) اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ اور پراگندہ اور متفرق مت ہو۔ اور اللہ کا احسان (جو اُس نے تم پر کیا) ہے یاد رکھو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کردی۔ اور تم اس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے۔ اور تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارہ پر تھے مگر اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات (و ہدایات) کو بیان کرتا ہے تاکہ تم (راہِ ہدایت) (اور صراطِ مستقیم پر چل کر کامیابوں) کو پالو۔"

اور اس کے بعد حضور نے فرمایا:-

"مَیں نے پچھلے خطبہ میں چند دعائیں کرنے کی بھی تحریک کی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جن کی مَیں نے ابھی تلاوت کی ہے، ایک لمبا، وسیع اور نہایت ہی حسین مضمون بیان فرمایا ہے۔ مَیں اس کے ایک پہلو کی طرف آج جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں لیکن قبل اس کے کہ مَیں اصل مضمون کی طرف آؤں، مَیں یہ بات تمہیدًا بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے نزدیک ہمارا یہ ملک بحیثیت قوم

دو حصوں میں

بٹا ہوا ہے۔ قوم کا ایک حصہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفات کو پہچانتے ہوئے اور اس کی عظمت اور جلال کا مشاہدہ کرتے ہوئے ہر چیز کے لئے اسی کی طرف جھکتا اور ہر شر سے بچاؤ کے لئے اسی کی پناہ میں آتا ہے یا یوں کہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ میں آنے کی کوشش کرتا ہے۔

اس ملک کا دوسرا حصہ وہ ہے جس کی اکثریت (سارے تو نہیں، کیونکہ ہمارے ملک میں کچھ غیر مسلم بھی آباد ہیں) خود کو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتی ہے وہ مسلمان کہلاتی ہے۔ وہ مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوئے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر بڑی حیرانی ہوتی ہے کہ

مصیبت کے وقت

خدا تعالیٰ کی طرف بھاگنے کی بجائے اُن کے چہروں کا رُخ کسی اَور طرف ہوتا ہے۔ اور ہر خیر کا منبع اللہ تعالیٰ اور اس کی شریعت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم فیوض کو سمجھنے کی بجائے وہ خیر کا منبع کہیں اور تلاش کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ وہ مسلمان ہیں۔ خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ لیکن اسلام کے یہ معنے کہ اپنا سب کچھ خدا کے حضور پیش کر دینا تھے کہ اپنی گردن بھی اس کے آگے رکھ دینا کہ اگر خدا کی راہ میں وہ جاتی ہے تو جائے۔ خدا کا پیار اور اُس کی رضا مل جائے۔ ان کی زندگیوں میں اس قسم کا کوئی رنگ اور اسلام کے یہ حقیقی معنے جھلکتے نظر نہیں آتے۔

بہرحال جب وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں تو اس معنی میں ہم بھی ان کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ اُن کو دُعا کی طرف، ان کو اعتصام باللہ کی طرف، اُن کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی طرف، ان کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے حصار میں محصور ہونے کی طرف توجہ یا تو سرے سے ہوتی ہی نہیں یا اگر ہوتی بھی ہے تو بہت کم ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات سے ناآشنا اور اس کے فضل جذب کرنے کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتے۔ اس لئے اب

ساری قوم کی ذِمّہ داری

جہاں تک دُعاؤں کا تعلق ہے وہ ہمارے کندھوں پر آپڑی ہے۔

جیسا کہ مَیں نے ابھی بتایا ہے ہمارے ملک کا ایک گروہ تو وہ ہے جو خدا کی عظمت اور جلال کی معرفت اور عرفان رکھتا اور اس کی تمام صفاتِ حسنہ کا علم رکھتا ہے۔ اور ہر ضرورت کے وقت اسی کی طرف جھکتا اور اسی کا سہارا لیتا ہے اور ہر شر سے بچنے کے لئے اسی کی پناہ میں آنے کے لئے انتہائی کوشش کرتا ہے۔ مگر ایک دوسرا گروہ جو ہے اس کی یہ حالت نہیں ہے۔ تاہم ان میں سے بعض لوگوں کے متعلق یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح جھٹپٹے کا وقت ہوتا ہے، شاید اسی طرح کی روشنی میں وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو دیکھنے والے بھی ہوں۔ اس کی طرف توجہ بھی کرتے ہوں۔ لیکن ہمارے نزدیک وہ بھی تقویٰ کی راہوں کو اس کی ساری شرائط کے ساتھ قبول کرنے والے نہیں ہیں۔ مَیں نے حالات کا یہ تجزیہ قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ جس حد تک ہم نے قرآن کریم کو سمجھا ہے ہم نے تو اسی کے مطابق بات کی ہے۔

مَیں نے گذشتہ خطبہ میں مختصرًا یہ بتایا تھا اور جماعت کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ

بہت دعائیں کی جائیں!

کیونکہ دعائیں کرنے کی، اللہ تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈنے کی، اس سے مدد مانگنے کی اور اسی کے سہارے کامیابیوں کے حاصل کرنے کی امید اور آخرت میں سرخرو ہونے کی توقع رکھنے کی اصل ذمہ داری جماعتی لحاظ سے ہمارے نزدیک ہمارے اوپر عاید ہوتی ہے۔ اس لئے ہمیں یہ دعا کرنی چاہیئے کہ ہمارے جو دوسرے بھائی ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ بھی اپنی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔ اور اس حفاظت اور پناہ میں آنے کی کوشش کریں۔

اس وقت مَیں نے آیت کا ایک ٹکڑا اور دو پوری آیات تلاوت کی ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک بڑا ہی وسیع مضمون بیان فرمایا ہے۔ اس میں

ایک بنیادی بات

جسے بڑا نمایاں کرکے ہمارے سامنے رکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ مذہبی تاریخ میں بھی ہوتا آیا ہے کہ انسانوں کے گروہ آگ کے گڑھے کی طرف دھکیل دیئے جاتے رہے وہ دیکھ رہے ہوتے تھے کہ سامنے آگ کا گڑھا ہے جس میں سے آگ کے شعلے اُٹھ رہے ہیں۔ اور اس کے کنارہ پر کھڑے ہیں۔ یہ آج کی بات نہیں ہے۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر اب تک دنیا میں یہی نظارہ دیکھنے میں آتا رہا ہے کہ بعض دفعہ جماعت مومنین کا امتحان لینے کے لئے اور ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے پیار کے اظہار کے لئے اور بعض دفعہ فسق و فجور یا کفر و نفاق کی سزا دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کئے کہ قوموں نے اور جماعتوں نے خود کو آگ کے گڑھے کے کنارہ پر دیکھا۔

چنانچہ ایک آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کے لئے بھی تیار کی گئی تھی (بعض عیسائی ...

کے اظہار کے لئے) اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے نفس کو اور اپنے وجود کو اس آگ کے کنارہ پر دیکھا تھا۔ پھر ایک اور مخالفت کی آگ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کے لئے بھی جلائی گئی۔ اور بھڑکائی گئی تھی۔ تا ظاہر ہو کہ اللہ تعالیٰ ختم المرسلین سے کس قدر عظیم محبت رکھتا ہے۔ اس وقت اس چھوٹی سی جماعت نے خود کو

”عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ“۔

پایا تھا اور اس کے برعکس ایک آگ وہ بھی تھی جو اللہ تعالیٰ کے غضب کی ایک تجلّی کے طور پر بغداد کی حکومت کو تہس نہس کرنے کے لئے ہلاکو خاں کے ذریعہ جلائی گئی تھی۔ کہتے ہیں کہ اس بھڑکتی ہوئی آگ کو دیکھ کر اور مسلمان قوم کو اس کے کنارہ پر کھڑا پاکر خدا کے ایک بندہ نے خدا کے حضور عاجزانہ التجا کی تھی کہ اے ہمارے رب کریم! تیرے یہ بندے آگ کے کنارہ پر کھڑے ہیں۔ تو اپنے فضل سے ان کو اس آگ سے بچا۔ اور ان کی حفاظت کے سامان پیدا کر تو اُن کے کان میں آسمان سے یہ آواز پڑی تھی

اَیُّھَا الْکُفَّارُ اُقْتُلُوْا الْفُجَّارَ۔

یعنی اے کفّار فاسقوں کو قتل کرو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ شدید العقاب بھی ہے۔ چنانچہ کبھی لوگوں کو عذاب دینے کے لئے آگ بھڑکتی ہے۔

پس آگ خواہ کسی قسم کی ہو وہ نیک بندوں کو بظاہر جلانے کے لئے ناسمجھ، جاہل اور خدا سے دُور لوگوں کی طرف سے جلائی گئی ہو۔ لیکن جو محبّت کا نور بن گئی یا وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے قہر کی آگ ہو۔ ہر دو صورتوں میں اس سے

بچنے کا طریق

اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں (۱) اعتصام باللہ اور (۲) تقویٰ اللہ بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تم اللہ کی حفاظت کو حاصل کرو تو اس آگ سے بچ جاؤ گے۔ خواہ وہ خدا کے غضب کی آگ ہو یا مومنوں کا امتحان لینے کے لئے آگ جلائی گئی ہو۔ ہر دو صورتوں میں یہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہی ہے جو اس آگ کی تپش اور اس سے جھلس جانے سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے زور بازو سے اس آگ سے محفوظ نہیں رہے تھے جو ان کو جلانے کے لئے بھڑکائی گئی تھی۔ اور نہ ہی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ اپنی ذاتی قوت۔ اور طاقت یا اپنی دولت اور اقتدار کے نتیجہ میں کفّار کی بھڑکائی ہوئی آگ سے محفوظ رہے تھے۔ یہ تو خدائے ذوالعرش کا فضل تھا جس نے یہ اعلان فرمایا تھا۔

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ۔

اللہ تعالیٰ نے

ہر دو موقعوں پر

فرشتوں کو بھیجا۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے لئے وہ آگ ٹھنڈک اور سلامتی کا باعث اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کامیابی اور ترقی کا ذریعہ بن گئی۔ پھر اس نبی کی قوم نے (یونسؑ کی قوم) جو ساری کی ساری خدا کے غضب سے محفوظ ہو گئی تھی۔ اس نے (تمثیلی زبان میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ) اپنے آنسوؤں سے خدا کے پاؤں کو دھو یا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کو قہری عذاب سے بچا لیا تھا۔

پس ان آیات میں ایک چیز جو نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ جب بھی تم اپنے آپ کو یا کسی اور کو آگ کے کنارہ پر کھڑا دیکھو گے تو اس آگ سے بچاؤ کا ایک ہی طریقہ ہے جو تمہیں اپنی تاریخ میں بھی اور انسانی زندگی میں بھی نظر آئے گا اور وہ ہے

اعتصام باللہ اور تقویٰ اللہ

اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان چمٹ جائے اور اس کی پناہ میں آجائے اور وہ انسان کا ذمّہ لے لے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کسی کو کیسے نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اگر انسان خدا کو اپنی ڈھال بنا لے تو دشمن کے تیر اس تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ کی ڈھال کو چھیدنے والا کوئی تیر اس دنیا میں پایا جاتا ہے۔ نہیں! ہرگز نہیں۔

پس جیسے اس وقت حالات بتا رہے ہیں اور ہر صاحب فراست کو یہ نظر آرہا ہے کہ ہماری قوم شعلہ زن آگ کے کنارہ پر کھڑی ہے ان حالات میں ہماری دوہری ذمہ داری ہے۔

ایک ذمّہ داری تو یہ ہے

کہ ہم یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سارے کے سارے شہریوں کو اس بات کی توفیق دے کہ وہ قرآن کریم کی اس تعلیم کو سمجھیں کہ بھڑکتی ہوئی آگ سے بچانا صرف خدا کا کام ہے پس یہ آگ جو اس وقت ملک میں بھڑک رہی ہے خدا کرے لوگوں کو یہ نظر بھی آنے لگ جائے اور یہ حقیقت بھی ان پر عیاں ہو جائے کہ اس آگ سے سوائے خدا کے اور کوئی نہیں بچا سکتا۔ اور پھر وہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔ اس کی باتوں کو سنیں۔ اور ان پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

دُوسری ذمّہ داری

ہماری اپنی جماعت کی ہے۔ کیونکہ اگر ملک میں آگ لگے تو ہماری جماعت بھی چونکہ ملک اور قوم کا ایک حصّہ ہے اس کو نقصان پہنچنے کا بھی اندیشہ ہے۔ اس لئے میں اپنی جماعت سے یہ کہتا ہوں کہ تم اپنی حفاظت کے لئے، اپنی جانوں کی حفاظت کے لئے، اپنے ماحول کی حفاظت کے لئے اور اُن نعماء کی حفاظت کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے محض احسان کے نتیجہ میں عطا فرمائی ہیں اور جن کا کوئی شمار نہیں ہے عاجزانہ طور پر اپنے ربّ کریم کے حضور جھکو اور اپنے آنسوؤں سے اس کے قہر کی آگ کو بجھانے کی کوشش کرو۔ اور خدا سے ذاتی تعلق پیدا کرکے اس کی گود میں اپنے لئے جگہ بناؤ۔ تاکہ اس کا پیار اور اس کی رحمت جوش میں آئے۔ اور جو کامیابیاں اس کے بندوں کے لئے مقدر کی گئی ہیں (جن کی طرف ان آیات میں بھی اشارہ ہے، وہ کامیابیاں) ہمارے حصّہ میں بھی آئیں۔ ہمارے مقدر میں بھی ہوں۔

اِن آیات میں جو دوسری بات نمایاں طور پر ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص مجموعی طور پر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرتا ہے وہ اس کے پیدا کردہ بندوں سے ایسے اختلاف نہیں رکھتا جو اُن کے لئے مضرت کا باعث اور اتحاد و یکجہتی کے لئے نقصان دہ اور انتشار کا موجب ہوں۔ وہ ایسے اختلافات کو مٹا دیتا ہے۔ کیونکہ

اعتصام باللہ کے نتیجہ میں

تفرقہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور یہ اعتصام کا لازمی نتیجہ ہے۔ اب جو شخص اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آگیا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور اس کی صفات حسنہ کی معرفت حاصل کر لی وہ اس کی مخلوق سے نفرت کے ساتھ کیسے پیش آ سکتا ہے۔ یا لوگوں کے لئے شفقت اور ایثار کے جذبات کیسے نہیں رکھ سکتا۔

غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا مومنو! تمہارے اندر تفرقہ نہیں ہونا چاہیئے۔ تاہم ایک تفرقہ تو وہ ہے جو فطرتی ہے وہ تو ہونا چاہیئے۔ اس قسم کے تفرقے سے میری مراد فطرتی اختلاف کا پایا جانا ہے۔ یہ اختلاف تو انفرادیت کو اُجاگر کرنے والا ہے۔ مثلاً ایک باپ کے بچے ایک قسم کی فطرت، ایک قسم کے اخلاق، ایک قسم کی ذہنیت اور ایک جیسا حافظہ لیکر پیدا نہیں ہوتے حتیٰ کہ اُن کی شکلوں میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ لیکن یہاں وہ اختلاف مراد ہے جو بنی نوع انسان کے لئے رحمت کا موجب تھا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کا اختلاف اُن کے لئے رحمت کا موجب ہوگا۔ مگر شیطان آتا ہے اور اس اختلاف کو اس کے لئے رحمت کی بجائے زحمت اور ہلاکت کا موجب بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس اختلاف سے جو انسان کے لئے رحمت کی بجائے ہلاکت اور تباہی کا باعث ہو، اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ اعتصام کے بعد یعنی جب خدا کو پہچان لیا، اس کے جلووں میں تنوع کی جھلک کا مشاہدہ کر لیا۔ جب اس کی عظمت اور جلال کے نتیجہ میں اس کا خوف دل میں پیدا ہو گیا اور جب اس کی صفات حسنہ نے دل میں اس کے لئے

انتہائی محبّت کا سمندر

موجزن کر دیا تو اس کی مخلوق کے ساتھ انسان کی شفقت اور پیار خود بخود قائم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اعتصام باللہ کا طبعی اور فطرتی نتیجہ ہے اس سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ وہ اختلافات جو تفرقے اور انتشار کا باعث ہے وہ ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ تقویٰ کا فقدان ہے۔ زبان سے دعویٰ کرنا آسان ہے۔ مگر عمل سے ثابت کر دکھانا مشکل ہے۔

پس ہماری جماعت کے مرد و زن کا یہ فرض ہے کہ وہ محض زبانی دعویٰ پر انحصار نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی برکتیں اور رحمتیں زبانی دعووں سے حاصل نہیں ہوا کرتیں۔ وہ تو عمل کو دیکھتا ہے۔ اس کی نظر تو انسان کے

دِل کی گہرائیوں تک

پہنچتی ہے اور وہاں نیکی اور طہارت کو تلاش کرتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو انسان کے دل میں خلوص اور باطنی پاکیزگی نظر آجائے تو وہ اس سے پیار کرتا اور اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے۔ اگر انسان کے اندر ان چیزوں کا فقدان ہو تو اس کے ظاہری دعووں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ بلکہ انہیں شیطان کی ایک شکستہ اور خستہ اور گندی سڑی ہوئی چیز سمجھ کر پھینک دیتا ہے۔

پس میں جماعت احمدیہ کے ہر چھوٹے اور بڑے، ہر جوان اور بوڑھے اور ہر مرد اور عورت سے کہتا ہوں کہ تم کبھی

اپنے نفس کا محاسبہ کرو

تا ایسا نہ ہو کہ آج ملک میں جو فتنہ و فساد ہمیں نظر آرہا ہے۔ تباہی اور انتشار کی بھڑکتی ہوئی جس آگ کو ہم دیکھ رہے ہیں۔

اُس کے شعلوں کی لپیٹ میں ہم میں سے بھی کوئی آجائے۔ کیونکہ بسا اوقات جو ظالم نہیں ہوتا وہ بھی اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ اُس کا بھی قرآن کریم نے ذکر فرمایا وہ ایک اَور مضمون کے ضمن میں ہے۔ اس کی تفصیل میں مَیں اس وقت نہیں جاسکتا۔

میرے سامنے اب بڑی کثرت سے یہ باتیں آنے لگ گئی ہیں کہ بعض خاندانوں یا بعض افراد میں دنیاداری زیادہ آگئی ہے۔ ابھی کل ہی میں ایک خط پڑھ رہا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ خاوند کا بیوی سے اس بات پر جھگڑا ہو گیا ہے کہ بیوی زیادہ جہیز نہیں لائی۔ میرا شرم کے مارے سر جھک گیا۔ مَیں کہتا ہوں جب تم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں کو پکڑ لیا تو پھر اپنی بیوی سے یہ کیوں کہتے ہو کہ چونکہ "تو جہیز ہمارے مطلب کا لے کر نہیں آئی اس لئے ہم تجھے تنگ کریں گے"۔ اسی طرح بعض عورتیں اپنے خاوندوں کو تنگ کرتی ہیں۔ بعض امیر لوگ ہیں جو اپنے غریب بھائیوں کو تنگ کرتے ہیں یا ان کی عزتِ نفس کا خیال نہیں رکھتے۔ تاہم مَیں بعض لوگوں کا ذکر کر رہا ہوں جو اس قسم کی باتیں کرتے ہیں ورنہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہمیں بہ حیثیت جماعت

ایک اعلیٰ مقام

حاصل ہے۔ یہ مقام ہمیں خدا کے فضل اور اس کے رحم کے ساتھ ہی ملا ہے۔ غرض میں مخلصین جماعت کی بات نہیں کر رہا۔ مَیں جماعت کے کمزور لوگوں کی بات کر رہا ہوں۔ لیکن چونکہ ہمیں یہ الٰہی حکم ہے

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا۔

یعنی بغیر استثناء کے تم سب کے سب خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اور اس کی پناہ میں آجاؤ۔ اس لئے مَیں نے استثناء کا ذکر کیا ہے۔ اِس غرض سے کہ یہ استثناء بھی جماعت میں نہیں رہنے چاہئیں۔ یا تو ان کی اصلاح ہو جانی چاہیئے اور یا ان کو چاہیئے کہ وہ خود ہی جماعت کو چھوڑ دیں۔ ہمارا اس شخص سے آخر کیا واسطہ ہے جو خدا کی آواز کو نہیں سُنتا۔ جو اعتصام باللہ نہیں کرتا۔ جو تقویٰ کی راہوں کو اختیار نہیں کرتا۔ اور جو شیطانی تفرقہ کی راہوں کو اختیار کرتا ہے۔ ہمارا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جمیعًا فرما کر سب کے اوپر ذمہ داری ڈالی ہے۔ اس لئے ساری جماعت پر فرض ہے کہ جہاں کہیں بھی اس قسم کا گند اور بھیانک استثناء نظر آئے اس آدمی کو سمجھائیں اور اس طریق سے سمجھائیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ اور جس کے متعلق اس نے فرمایا ہے کہ وہ

اُحسن اور پُر حکمت

ہونا چاہیئے۔ یعنی ایسے لوگوں کی اصلاح کے لئے سب سے اچھا طریق اختیار کرنا چاہیئے تاہم ایسے استثنائی احمدیوں کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر وہ اپنی اصلاح نہیں کرتے تو جماعت احمدیہ میں ان کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیار میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

پس جماعت کو سارے تفرقے مٹا کر یک جان ہو جانا چاہیئے۔ جس طرح جسم کے اعضاء ہوتے ہیں اسی طرح انہیں آپس میں متحد ہو جانا چاہیئے۔ دوستوں کو یاد ہوگا مَیں نے ۱۹۶۷ء میں اپنے یورپ کے دَورہ میں اس سوال کے جواب میں (جو از راہِ شرارت کیا گیا تھا اور جس کا اسی وقت اللہ تعالیٰ نے جواب سمجھا دیا تھا) یہ کہا تھا کہ خلیفۂ وقت اور جماعت

ایک ہی وجود کے دو نام

ہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے اور سوال کا جواب بھی یہی تھا۔ مثلاً زید یا بکر یا عبد اللہ یا اسماعیل یا داؤد مختلف ناموں سے مرد اور امۃ اللہ یا امۃ الرفیق یا نصرت جہاں یا آمنہ یا خولہ قسم کے ہزاروں نام ہیں جن سے عورتیں پکاری جاتی ہیں۔ لوگوں کے یہ نام دراصل حقیقت کے ایک پہلو پر روشنی ڈالنے کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت کا ایک پہلو ساری کی ساری حقیقت کو چھپا نہیں دیا کرتا۔ پوری حقیقت یہی ہے کہ جماعت کا ایک وجود ہے۔ مثلاً ہمارے ہاتھ کی (چار انگلیاں اور ایک انگوٹھا ملا کر) پانچ انگلیاں ہوتی ہیں جس طرح تخص کا انگلی کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اس کے وجود کا حصہ نہیں ہے اسی طرح زید یا بکر کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ شخص جماعت کے وجود کا حصہ نہیں ہے۔

پس مَیں جماعت سے ایک بار پھر یہ کہتا ہوں کہ تم ہر قسم کے تفرقوں کو مٹا دو کیونکہ اس کے بغیر تمہیں اللہ تعالیٰ کی برکتیں نہیں مل سکتیں۔ یہ وقت اتحاد اور اتفاق کا ہے یہ وقت یک جہتی اور سلامتی کے لئے قربانیاں دینے کا ہے۔ تباہی کی آگ شعلہ زن ہے۔ ہر سُو فتنہ و فساد نظر آرہا ہے۔ پس ایسی صورت میں ہمارے دلوں میں اتحاد کے اس جذبہ کو یک جہتی کی اس رُوح کو اور ایک وجود ہونے کے اس احساس کو پہلے سے بھی زیادہ جوش مارنا چاہیئے جس کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں اِن آیاتِ کریمہ میں تعلیم دی ہے۔

ہماری جماعت پر بہت بڑی ذمہ داری

عاید کی گئی ہے۔ اس نے خود سلامت رہنا ہے اور دُنیا کو سلامتی بخشنی ہے اس لئے تم اپنی سلامتی کے لئے اور اس مقصود کے حصول کے لئے جس کے لئے تم بہ حیثیت جماعت پیدا کئے گئے ہو یعنی غلبۂ اسلام کے لئے اپنے سارے اختلافات کو مٹا کر اور لڑائی جھگڑوں کو دُور کر کے ایک ہو جاؤ۔ مَیں نہیں کہہ سکتا کہ کل آپ سے اللہ تعالیٰ کیا قربانی لے گا۔ لیکن آج مَیں یہ بتا سکتا ہوں کہ آگ بھڑکی ہوئی ہے۔ یہ ہلاکت کی آگ ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر بچنا مشکل ہے۔

پس قرآن کریم کی زبان میں تم سے یہ کہوں گا

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

تم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور پراگندہ مت ہو۔ اسی طرح مَیں یہ بھی کہوں گا کہ تم

حَقَّ تُقٰتِہٖ

کی رُو سے تقویٰ اللہ کو اس کی تمام شرائط کے ساتھ اختیار کرو تاکہ تم خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ سے بچ جاؤ۔ اور اگر یہ آگ اس کی طرف سے بطور امتحان کے ہے تو تم اس میں کامیاب ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ رحمتیں حاصل کر سکو۔ اور غلبۂ اسلام کے دن قریب سے تر آسکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے"۔

ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْا اَمْثَالَکُمْ ـــ بقیہ اداریہ صفحہ نمبر (۲)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ان کے اس نظریہ کی غلطی واضح کی۔ اور بتایا کہ قرآن کریم تو ایسا شجرۂ طیبہ ہے جو ہر موسم میں اپنے شیریں پھلوں سے لدا ہوا ہے اس لئے اس کے متعلق ایسا خیال خود اس کی تعلیمات کے منافی ہے۔ حضور نے خدا تعالیٰ کی خاص تائید اور اس کے القاء کے تحت قرآن کریم کی تفسیر کے دریا بہا دیئے۔ اور ایسے حقائق و معارف بیان کئے جن کی اس زمانہ میں دنیا کو شدید ضرورت تھی۔

۸ ـــ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت احمدیہ جماعت ہی کرتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی منصب اور مرتبہ کو اسی جماعت نے پہچانا اور باہر کی دنیا کو اس سے واقف و آگاہ کرنے کے لئے جس عملی سعی میں مصروف ہے وہ ساری جماعت کا امتیاز ہے۔ دوسرے مسلمانوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جو تصویر دنیا کے سامنے پیش کی وہ نہ صرف یہ کہ غیر جاذب تھی بلکہ اس کے سبب مخالفینِ اسلام کو اسلام اور مقدس بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر گھنونے اعتراضات کرنے کا خوب موقع ملا۔ اس کے برعکس احمدیہ جماعت نے پہلے اپنے دل میں حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی نہایت درجہ حسین تصویر بنائی۔ پھر حسنِ عمل کے ساتھ اسے سجایا اور ساتھ کے ساتھ حسنِ بیان کے ذریعہ اسے غیروں کے سامنے پیش کیا۔ نتیجہ ظاہر ہے، اب ایک دنیا احمدی مبلغین کی تبلیغ و اشاعت کے نتیجہ میں حضورؐ کی گرویدہ بنتی جا رہی ہے۔ اس بات کی شاندار زندہ مثالیں آپ یورپین ممالک میں احمدیہ مشنز میں جا کر بچشمِ خود مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ اور افریقی ممالک میں تو اس کی شان ہی نرالی ہے جہاں لاکھوں کی تعداد میں ایسے افراد ملیں گے جو آج سے صرف پچاس ساٹھ سال پہلے حضورؐ کے نام نامی سے بھی قطعی نا آشنا تھے۔ اور اب حال یہ ہے کہ احمدی مبلغین کی شبانہ روز تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجہ میں یہ لوگ بڑی تیزی سے حضورؐ کے والہ و شیدا بن رہے ہیں۔ اور آپؐ کے دین کی اشاعت کے لئے وہ بھی اسی طرح میدانِ عمل میں آرہے ہیں جس طرح برِّصغیر سے جانے والے احمدی مبلغین!!

پس یہ ہے موٹی موٹی تفصیل اس امتیازی گروہ کے اعمال و کردار کی جس کو دیکھ کر دنیا خود فیصلہ کر رہی ہے کہ آج روئے زمین پر اسلام کی نمائندگی کا کسے شرف حاصل ہے!!

زیادہ تفصیلات میں نہ جاتے ہوئے جو شخص بھی صرف اسی قدر باتوں پر مخلی بالطبع ہو کر غور کرتا ہے اسے اس بات کا فیصلہ کرنے میں چنداں مشکل پیش نہیں آسکتی کہ مسلمانوں کی اکثریت کے اسلامی تعلیم سے تولّی کر جانے کے باوجود آج بھی دنیا کے اندر ایک جماعت ایسی موجود ہے جو اُن ذمہ داریوں کو ادا کر رہی ہے جن کے صحیح طور پر ادا نہ کرنے کے سبب ایک وقت پہلے بنی اسرائیل کو مقامِ فضیلت سے معزول کر دیا گیا۔ اور امتِ محمدی کو ان کی جگہ پر اس ذمہ داری کا حامل بنایا گیا۔ مگر اس وقت جب مسلمانوں کی اکثریت نے وہی طریق اختیار کیا تو وہ بھی اس شرف سے محروم ہو گئی۔ اور اس کی جگہ اس قوم نے لے لی جن کے متعلق خدائے قدوس نے فرمایا کہ

ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْا اَمْثَالَکُمْ

یعنی "پھر وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے"

وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ـــ!!!

ـــ٭٭٭ـــ

جلسہ سالانہ فروری ۱۹۷۲ء میں پڑھی گئی تقریر

بانیانِ مذاہب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان

اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے اب تک اپنی ہستی کا ثبوت دے کر لوگوں کا تعلق اپنے ساتھ پیدا کرنے اور ان کی روحانی، اخلاقی و تمدنی اصلاح و ترقی کے لئے متواتر اپنی طرف سے ریفارمر اور مصلحین کھڑے کئے۔ اور آخر میں حضرت بانی اسلام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا اور ان کی بعثت ساری دنیا کی طرف قرار دی۔ اور انہوں نے آکر ساری دنیا کی اقوام کے پیشوایان کی صداقت منوائی۔ اور ان کی تعلیم کے ضروری حصّہ کو بھی اپنایا۔ اور ان کی عزت و عصمت قائم کی۔ آج کا موضوع ہے کہ "بانیانِ مذاہب حضرت مرزا صاحبؑ کی نظر میں"۔ بانیانِ مذاہب تو بہت ہیں مگر ہم ان میں سے حضرت رام چندر جی مہاراج، حضرت کرشن جی مہاراج و بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ کے خیالات و آراء حاضرین کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ باتیں قوموں کے اندر اتحاد و یگانگت، و محبت و اخوت و الفت پیدا کرنے اور ترقی کا موجب ہیں۔ اس سے اسلام کے حسنِ سلوک وسیع رواداری کا بھی علم ہوتا ہے جو وہ دیگر اہل مذاہب اور بانیانِ مذاہب کے متعلق روا رکھتا ہے۔ اور جس میں اسے دیگر مذاہب کے مقابلہ میں ایک امتیازِ خصوصی حاصل ہے۔ جو اسے سب مذاہب میں سے نمایاں کر دیتا ہے۔ اور دلوں میں الفت کے جذبات پیدا کرنے کا باعث ہے جس کے بغیر دنیا میں حقیقی امن کا قیام محال ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ نبیوں رشیوں کے دنیا میں آنے کا تو اصل کام یہی ہوتا ہے کہ وہ انسان کی اصلاح کر کے ان کو اخلاقی و روحانی مقام پر کھڑا کریں۔ اور اعلیٰ قدروں کو اُجاگر کر کے ان کو سنواریں اور ان کے اندر انقلاب پیدا کر کے ان کی کایا پلٹ دیں۔ چنانچہ حضرت کرشن جی نے بھی یہی فرمایا ہے کہ ان کا کام نیکوں کی حفاظت اور گنہگاروں کی سرکوبی اور سچے دھرم کی رکھشا ہے۔

آج اس سے کسی انسان کو انکار نہیں کہ اس وقت تمام دنیا کے ممالک اور اقوام کی اخلاقی و روحانی حالت تباہ ہو چکی ہے اور دنیا تباہی کے گڑھے میں گر چکی ہے اور سرد و گرم جنگ کی وجہ سے عالمگیر بدامنی و بے چینی چھا گئی ہے۔ اور انسان حیوان سے بدتر ہو رہا ہے اس میں اور دیگر لایعقل حیوانات میں کوئی امتیاز نہیں رہا۔ اپنے مالکِ حقیقی سے دور ہو کر دنیا و مادہ پرستی اور بے دینی کا شکار بن چکی ہے۔ مال و دولت و عیش پرستی کا بھوت اس پر سوار ہے۔ اور حرص و لالچ کی کوئی انتہا نہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان دوسرے لوگوں کے لئے وبالِ جان بن رہا ہے ایک انسان دوسرے سے نہ صرف نفرت کرتا ہے بلکہ اس کی جان لینے کے لئے پیاسا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ ہر جائز و ناجائز طریق سے دوسروں کو گرا کر اور ہلاک کر کے ان کی املاک کا مالک بن جائے۔ گویا کہ وہی اس دنیا کا ہمیشہ کے لئے حقیقی وارث ہے اور اسے کبھی مرنا ہی نہیں۔ اور نہ خدا کے سامنے جواب دینا ہے۔

سائنس و ٹیکنالوجی کی غیر معمولی ترقی بھی اس کی آنکھیں نہیں کھول سکی۔ بلکہ اس کی یہ ترقی اسے روحانیت سے اور بھی دور پھینکنے کا باعث بن رہی ہے۔ اور وہ اپنے انجام سے قطعی طور پر لاپرواہ ہو رہا ہے۔

ایسے تباہ کن اور ابتر حالات میں تمام مذاہب کی پیشگوئیوں کے مطابق عین وقت پر موعود اقوامِ عالم حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ اور اس نے آکر ڈنکے کی چوٹ سے ان کو جھنجھوڑا۔ اور خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش کی۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ اس نے ان کو تباہی کے اس عالمگیر اتھاہ گڑھے سے نکالنے کے لئے اپنا پورا زور صرف کر دیا۔ اس نے کوشش کی کہ دنیا جس طرح مادی اعتبار سے اکٹھی ہو گئی ہے اسی طرح اخلاقی و روحانی طور پر بھی اس کو ایک پُر امن پلیٹ فارم پر جمع کر دیا جائے اور جملہ اہلِ مذاہب کی اس کے لئے انتظار بھی تھی سو اس نے ان کے اس انتظار کو پورا کر دیا۔ اور آکر قادیان کی مقدس بستی سے اس مشن کا آغاز فرمایا اور اعلانِ عام کیا اور فرمایا کہ:-

"واضح ہو کر میرا آنا اس زمانہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔ اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں۔ ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا! یا یوں کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رُو سے میں وہی ہوں یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں کے لئے مسیح موعود ہے..... یہ خدا کی وحی ہے۔"

"سو اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور با اقبال تھا۔ جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ مجھ منجملہ الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ "ہے کرشن رودّر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے"۔

سو میں کرشن سے محبت کرتا ہوں. کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں اور اس جگہ ایک اَور راز درمیان میں ہے۔ کہ جو صفات کرشن کی طرف منسوب کئے گئے ہیں (یعنی پاپ کا نشٹ کرنے والا اور غریبوں کی دلجوئی کرنے والا اور ان کو پالنے والا) یہی صفات مسیح موعود کے ہیں۔ پس گویا روحانیت کی رُو سے کرشن اور مسیح موعود ایک ہی ہیں صرف قومی اصطلاح میں تفاسیر ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳-۳۴ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء از حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانیؑ کے پیش کردہ اُصولِ امن اور بانیانِ مذاہب آپؑ کی نظر میں

فرمایا:-

"مجھے خدا نے...... اپنی خدمت میں لے لیا۔ اور جیسا کہ وہ اپنے بندوں سے قدیم سے کلام کرتا آیا ہے مجھے بھی اس نے اپنے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مجھے اس نے نہایت پاک اصولوں پر جو نوعِ انسان کے لئے مفید ہیں قائم کیا۔ چنانچہ منجملہ ان اصولوں کے جن پر مجھے قائم کیا گیا ہے ایک یہ ہے کہ

خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ دنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہیں اور استحکام پکڑ گئے ہیں اور ایک حصّہ دنیا پر محیط ہو گئے ہیں اور ایک عمر پا گئے ہیں اور ایک زمانہ ان پر گذر گیا ہے ان میں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کے رُو سے جھوٹا نہیں۔ اور نہ ان نبیوں میں سے کوئی نبی جھوٹا ہے۔ کیونکہ خدا کی سنت ابتداء سے اسی طرح واقع ہے کہ وہ نبی کے مذہب کو جو خدا پر افتراء کرتا ہے اور خدا کی طرف سے نہیں بلکہ دلیری سے اپنی طرف سے باتیں بناتا ہے۔ کبھی سرسبز ہونے نہیں دیتا۔ اور ایسا شخص جو کہتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں حالانکہ خدا خوب جانتا ہے کہ وہ اس کی طرف سے نہیں ہے خدا اس بیباک کو ہلاک کرتا ہے۔ اور اس کا تمام کاروبار درہم برہم کیا جاتا ہے۔ اور اس کی تمام جماعت متفرق کی جاتی ہے۔ اور اس کا پچھلا حال پہلے سے بدتر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے خدا پر جھوٹ بولا اور دلیری سے یہ افتراء کیا پس خدا اس کو وہ عظمت نہیں دیتا جو راستبازوں کو دی جاتی ہے۔ اور نہ وہ قبولیت اور استحکام بخشتا ہے جو صادق نبیوں کے لئے مقرر ہے.........

کوئی سلطنت خواہ زمینی ہے خواہ آسمانی

ایسے مفتری کو مہلت نہیں دیتی جو ایک جھوٹا قانون بنا کر پھر سلطنت کی طرف منسوب کرتا ہے کہ وہ قانون اس گورنمنٹ سے جاری ہو کر نکلا ہے۔ اور نہ کوئی سلطنت جائز رکھتی ہے کہ کوئی شخص جھوٹے طور پر سرکاری ملازم بن کر ناجائز حکومت کو عمل میں لاوے۔ اور ایسا ظاہر کرے کہ وہ گورنمنٹ کا کوئی عہدہ دار ہے۔ حالانکہ وہ عہدہ دار کیا کسی ادنیٰ درجہ کا ملازم بھی نہیں۔

سو یہی قانون خدا تعالیٰ کی قدیم سنت میں داخل ہے۔ کہ وہ نبوت کے جھوٹا دعویٰ کرنے والے کو مہلت نہیں دیتا۔ بلکہ ایسا شخص جلد پکڑا جاتا ہے۔ اور اپنی سزا کو پہنچ جاتا ہے۔ اس قاعدہ کے لحاظ سے ہمیں چاہیئے کہ ہم ان تمام لوگوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں اور ان کو سچا سمجھیں جنہوں نے کسی زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور پھر وہ دعویٰ ان کا جڑ پکڑ گیا۔ اور ان کا مذہب دنیا میں پھیل گیا اور استحکام پکڑ گیا اور ایک عمر پا گیا اور اگر ہم ان کے مذہب کی کتابوں میں غلطیاں پائیں یا اس مذہب کے پابندوں کو بدچلنیوں میں گرفتار مشاہدہ کریں تو ہمیں نہیں چاہیئے کہ وہ سب داغ ملامت۔ ان مذاہب کے بانیوں پر لگا دیں۔ کیونکہ کتابوں کا محرّف ہو جانا ممکن ہے۔ اجتہادی غلطیوں کا تفسیروں میں داخل ہو جانا ممکن ہے۔ لیکن یہ ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص کھلا کھلا خدا پر افتراء کرے اور کہے کہ میں اس کا نبی ہوں اور اپنا کلام پیش کرے اور کہے کہ "یہ خدا کا کلام ہے۔" حالانکہ وہ نہ نبی ہو اور نہ اس کا کلام خدا کا کلام ہو۔ اور پھر خدا اس کو سچوں کی طرح مہلت دے اور سچوں کی طرح اس کی قبولیت پھیلا دے۔

لہٰذا یہ اصول نہایت صحیح اور نہایت مبارک ...... اور صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا ہے کہ ہم ایسے تمام نبیوں کو سچے نبی قرار دیں جن کا مذہب جڑ پکڑ گیا۔ اور عمر پا گیا اور کروڑہا لوگ اس مذہب میں آ گئے۔ یہ اصول نہایت نیک اصول ہے۔ اور اگر اس اصل کی تمام دنیا پابند ہو جائے تو ہزاروں فساد اور توہین مذہب جو مخالف امن عامہ خلائق ہیں اٹھ جائیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ کسی مذہب کے پابندوں کو ایک ایسے شخص کا پیرو خیال کرتے ہیں جو ان کی دانست میں دراصل وہ کاذب اور مفتری ہے تو وہ اس خیال سے بہت سے فتنوں کی بنیاد ڈالتے ہیں اور وہ ضرور توہین کے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور اس نبی کی شان میں نہایت گستاخی کے الفاظ بولتے ہیں۔ اور اپنے کلمات کو گالیوں کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ اور صلحکاری اور عامہ خلائق کے امن میں فتور ڈالتے ہیں۔ حالانکہ یہ خیال ان کا بالکل غلط ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے گستاخانہ اقوال میں خدا کی نظر میں ظالم ہوتے ہیں۔ خدا جو رحیم و کریم ہے وہ ہرگز پسند نہیں کرتا جو ایک جھوٹے کو ناحق کا فروغ دیکر اور اس کے مذہب کی جڑ جما کر لوگوں کو دھوکہ میں ڈالے۔ اور نہ جائز رکھتا ہے کہ ایک شخص باوجود مفتری اور کذّاب ہونے کے دنیا کی نظر میں سچے نبیوں کا ہم پلّہ ہو جائے۔

پس یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت ... اور عظمت بٹھا دی۔ اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آ گئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔ مگر افسوس کہ ہمارے مخالف ہم سے یہ برتاؤ نہیں کر سکتے۔ اور خدا کا یہ پاک اور غیر متبدل قانون ان کو یاد نہیں کہ وہ جھوٹے نبی کو وہ برکت اور عزت نہیں دیتا جو سچے کو دیتا ہے۔ اور جھوٹے نبی کا مذہب جڑ نہیں پکڑتا۔ اور نہ عمر پاتا ہے۔ پس ایسے عقیدہ والے لوگ جو قوموں کے نبیوں کو کاذب قرار دے کر برا کہتے رہتے ہیں ہمیشہ صلحکاری اور امن کے دشمن ہوتے ہیں۔ کیونکہ قوموں کے بزرگوں کو گالیاں نکالنا اس سے بڑھ کر فتنہ انگیز اور کوئی بات نہیں۔ بسا اوقات انسان مرنا بھی پسند کرتا ہے مگر نہیں چاہتا کہ اس کے پیشوا کو برا کہا جائے۔ اگر ہمیں کسی مذہب کی تعلیم پر اعتراض ہو تو ہمیں نہیں چاہیئے کہ اس مذہب کے نبی کی عزت پر حملہ کر دیں۔ اور نہ یہ کہ اس کو برے الفاظ سے یاد کریں بلکہ چاہیئے کہ صرف اس قوم کے موجودہ دستور العمل پر اعتراض کریں۔ اور یقین رکھیں کہ وہ نبی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے کروڑہا انسانوں میں عزت پا گیا اور صدہا برسوں سے اس کی قبولیت چلی آتی ہے یہی پختہ دلیل اس کے منجانب اللہ ہونے کی ہے۔ اگر وہ خدا کا مقبول نہ ہوتا تو اس قدر عزت نہ پاتا۔ مفتری کو عزت دینا۔ اور کروڑہا دلوں بندوں میں اس کے مذہب کو پھیلانا اور زمانہ دراز تک اس کے مفتریانہ مذہب کو محفوظ رکھنا خدا کی عادت نہیں ہے سو جو مذہب دنیا میں پھیل جائے اور جم جائے اور عزت اور عمر پا جائے وہ اپنی اصلیت کے رو سے ہرگز جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

پس اگر وہ تعلیم قابلِ اعتراض ہے تو اس کا سبب یا تو یہ ہوگا کہ اس نبی کی ہدایتوں میں تحریف کی گئی ہے۔ اور یا یہ سبب ہوگا کہ ان ہدایتوں کی تفسیر کرنے میں غلطی ہوئی ہے اور یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود ہم اعتراض کرنے میں حق پر نہ ہوں۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض پادری صاحبان اپنی کم فہمی کی وجہ سے قرآن شریف کی ان باتوں پر اعتراض کر دیتے ہیں جن کو توریت میں صحیح اور خدا کی تعلیم مان چکے ہیں۔ سو ایسا اعتراض خود اپنی غلطی یا شتاب کاری ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ دنیا کی بھلائی اور امن اور صلحکاری اور تقویٰ اور خدا ترسی اسی اصول میں ہے کہ ہم ان نبیوں کو ہرگز کاذب قرار نہ دیں جن کی سچائی کی نسبت کروڑہا انسانوں کی صدہا برسوں سے رائے قائم ہو چکی ہے۔ اور خدا کی تائیدیں قدیم سے ان کے شاملِ حال ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک حق کا طالب خواہ وہ ایشیائی ہو یا یورپین ہمارے اس اصول کو پسند کرے گا۔ اور آہ کھینچ کر کہے گا کہ افسوس ہمارا اصول ایسا کیوں نہ ہوا۔

میں اس اصول کو اس غرض سے ...... پیش کرتا ہوں کہ امن کو دنیا میں پھیلانے والا صرف یہی ایک اصول ہے جو ہمارا اصول ہے اسلام فخر کر سکتا ہے کہ اس پیارے اور دلکش اصول کو خصوصیت سے اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ کیا ہمیں روا ہے کہ ایسے بزرگوں کی کسرِ شان کریں جو خدا کے فضل نے ایک دنیا کو ان کے تابعدار کر دیا اور صدہا برس سے بادشاہوں کی گردنیں ان کے آگے جھکتی چلی آئی ہیں، کیا ہمیں روا ہے کہ ہم خدا کی نسبت یہ بدظنی کریں کہ وہ جھوٹوں کو سچوں کی شان دے کر اور سچوں کی طرح کروڑہا لوگوں کا ان کو پیشوا بنا کر اور ان کے مذہب کو ایک لمبی عمر دے کر اور ان کے مذہب کی تائید میں آسمانی نشان ظاہر کر کے دنیا کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ اگر خدا ہی ہمیں دھوکہ دے تو پھر ہم راست اور ناراست میں کیونکر فرق کر سکتے ہیں۔

یہ بڑا ضروری مسئلہ ہے کہ جھوٹے نبی کی شان و شوکت اور قبولیت اور عظمت ایسی پھیلنی نہیں چاہیئے جیسا کہ سچے کی اور جھوٹوں کے منصوبوں میں وہ رونق پیدا نہیں ہونی چاہیئے اسی لئے سچے کی اوّل علامت یہی ہے کہ خدا کی دائمی تائید اس کا سلسلہ اس کے شاملِ حال ہو اور خدا اس کے مذہب کے پودا کو کروڑہا دلوں میں لگا دیوے اور عمر بخشے۔

پس جس نبی کے مذہب میں ہم یہ علامتیں پاویں ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی موت اور انصاف کے دن کو یاد کر کے ایسے بزرگ پیشوا کی اہانت نہ کریں بلکہ سچی تعظیم اور سچی محبت کریں۔ غرض یہ وہ پہلا اصول ہے جو ہمیں خدا نے سکھلایا ہے جس کے ذریعہ سے ہم ایک بڑے اخلاقی حصہ کے وارث ہو گئے۔"

(تحفہ قیصریہ ص۴ تا ص۸)

صلح پسندوں کے لئے یہ ایک خوشی کا مقام ہے کہ قدر اسلام میں تعلیم پائی جاتی ہے۔ وہ تعلیم ویدک تعلیم کی کسی نہ کسی شاخ میں موجود ہے۔ مثلاً اگرچہ نو خیز مذہب آریہ سماج یہ اصول رکھتا ہے کہ ویدوں کے بعد الہام الٰہی پر مہر لگ گئی ہے مگر جو ہندو مذہب میں وقتاً فوقتاً اوتار پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جن کے تابع کروڑہا لوگ اسی ملک میں پائے جاتے ہیں۔ انہوں نے اس مہر کو اپنے دعوائے الہام سے توڑ دیا ہے۔ جیسا کہ ایک بزرگ اوتار جو اس ملک اور نیز بنگالہ میں بڑی بزرگی اور عظمت کے ساتھ مانے جاتے ہیں۔ جن کا نام سری کرشن ہے وہ اپنے ملہم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور ان کے پیرو نہ صرف ان کو ملہم بلکہ پرمیشر کر کے مانتے ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ سری کرشن اپنے وقت کا نبی اور اوتار تھا۔ اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا تھا۔

ایسا ہی اس آخری زمانہ میں ہندوؤں میں سے ایک قوم میں سے باوا نانک صاحب ہیں۔ جن کی بزرگی کی شہرت اس تمام ملک میں زبان زد عام ہے۔ اور جن کی پیروی کرنے والی اس ملک میں وہ قوم ہے جو سکھ کہلاتی ہے...... ...... اور بلاشبہ یہ بات ثابت ہے کہ ان سے کرامات اور نشانات بھی صادر ہوئے ہیں اور اس بات میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ باوا نانک ایک نیک اور برگزیدہ انسان تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جن کو خدائے عزّ وجل اپنی محبت کا شربت پلاتا ہے...... وہ ہندو مذہب اور اسلام میں صلح کرانے آیا تھا مگر افسوس کہ اس کی تعلیم پر کسی نے توجہ نہیں کی۔ اگر اس کے وجود اور اس کی پاک تعلیموں سے کچھ فائدہ اٹھایا جاتا تو آج ہندو اور مسلمان سب ایک ہوتے۔"

(پیغام صلح ص۱۱ تا ص۱۳ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

غرض کہ آج دنیا امن کو ترس رہی ہے۔ مگر امن اس وقت تک دنیا میں قائم نہیں ہو سکتا جب تک کہ اہلِ دنیا مذکورہ اصول کی طرف نہ آوے۔ امن کے قیام کے لئے دنیا میں بڑی بڑی مجالس و کانفرنسیں ہو رہی ہیں مگر امن ان کانفرنسوں کے ذریعہ قائم ہونا محال ہے۔ قیامِ امن بھی ممکن ہے کہ اسلام اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام کے پیش کردہ مذکورہ اصول کو اپنایا جائے۔ یہی سلامتی کی حقیقی راہ ہے جس سے دنیا امن و چین کا منہ دیکھ سکتی ہے۔

ڈنمارک کے ایک احمدی بھائی مسٹر نوح ہین سین کی بمبئی میں آمد!

اور

قبولِ اسلام و احمدیت کے بارہ میں ایمان افروز تقریر

رپورٹ منجانب مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج مبلغ بمبئی بتوسط نظارت دعوت و تبلیغ

ہمارے ڈنمارک کے احمدی بھائی مسٹر نوح ہین سین (HANSEN) کی طرف سے گزشتہ دنوں نظارت میں چھٹی موصول ہوئی تھی کہ میں عنقریب انڈیا آرہا ہوں۔ مجھے بمبئی کے دار التبلیغ اور گرد و نواح کی جماعتوں اور معزز احمدی احباب کا ایڈریس بھیجیں تاکہ میں ان سے مل سکوں اور عید کی نماز بھی پڑھ سکوں۔ چنانچہ دار التبلیغ بمبئی اور مکرم جناب سید فضل احمد صاحب D.I.G. ماؤنٹ ابو کے ایڈریس اور ضروری لٹریچر ان کو بھجوایا گیا۔ نوح ہین سین صاحب نے عید کی نماز جناب سید فضل احمد صاحب ماؤنٹ ابو کے ساتھ مل کر پڑھی۔ سید صاحب اپنی چھٹی مورخہ ۱۱/۲ میں اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں:— "میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کروں، میری اکیلی عید کا خیال کرتے ہوئے خدا نے بغیر کسی امید کے میرے ایک ڈینش احمدی بھائی حاجی نوح سویدی ہین سین صاحب کو یہاں بھیج دیا۔ اور محمود مسلم (سید صاحب کے بیٹے جو دہلی میں زیر تعلیم ہیں) بھی دہلی سے آگئے۔ ہم تینوں نے عید کی نماز بھی پڑھی۔ پھر تقریباً ایک سو کے قریب یہاں کے اسٹاف اور ٹرینی عید مبارک کہنے آئے۔ میرا اللہ کتنا پیار کرنے والا ہے"

ذیل کی رپورٹ میں انہی احمدی بھائی کے بارے میں ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ثبات قدم عطا فرمائے اور ان کے اخلاص و تقویٰ میں برکت ڈالے۔ آمین۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ)

بمبئی میں مورخہ ۱۹ر نومبر کو "الحق" بلڈنگ میں بعد نماز عصر درس القرآن کی مجلس تھی کہ اچانک ڈنمارک کے ایک انجینئر احمدی دوست مسٹر نوح Hansen احمدی احباب کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ اور درس القرآن کی مجلس میں شرکت کی۔ احباب کو ان سے مل کر اور اُن کو احباب سے ملاقات کر کے ازحد خوشی ہوئی۔ ہماری درخواست پر انہوں نے اپنے قبولِ اسلام اور قبولِ احمدیت کے ایمان افروز حالات سنائے۔ اور بتایا کہ وہ ملیشیا میں مقیم تھے۔ وہ مذہباً عیسائی تھے۔ وہاں ایک مسلم خاتون سے اُن کی شادی ہوئی۔ شادی سے قبل انہوں نے اسلام کو قبول کر لیا۔ ازدواجی زندگی خوشگوار طریق سے شروع ہوئی۔ ۱۹۶۴ء میں دونوں میاں بیوی نے حج بیت اللہ کیا۔ حج کے بعد ان کو بعض مشکلات پیش آئیں۔ جس فیکٹری میں وہ کام کرتے تھے وہ بند ہو گئی۔ اس لئے ان کو اپنے اہل و عیال کے ہمراہ اپنے وطن ڈنمارک واپس جانا پڑا۔ وہاں ان کی ملاقات احمدی احباب اور مبلغ سلسلہ سے ہوئی۔ لٹریچر کا مطالعہ کیا تب ان کو سمجھ آیا کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ ڈنمارک میں احمدیہ مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کے وقت ان کی ملاقات مکرم و محترم چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب سے ہوئی۔ بعد ازاں ۱۹۶۷ء میں اس مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر ان کی ملاقات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ سے بھی ہوئی۔ بعد ازاں سیلون میں ان کو ایک کام ملا۔ اور چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی دعوت پر وہ "ربوہ" کے جلسہ میں شریک ہوئے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے پھر ملاقات ہوئی۔ حضور انور سے ملاقات کے دوران انہوں نے اپنی مشکلات کو پیش کیا اور اپنے شکوک کا ازالہ کروایا اور مطمئن ہو گئے۔ اور سیلون واپس آکر ۱۹۷۰ء میں برضا و رغبت خود بیعت خلافت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد ان کو اپنے غیر احمدی عزیزوں کی طرف سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر وہ جادۂ استقلال پر قائم رہے۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں اپنی اہلیہ محترمہ اور دیگر عزیزوں سے حسنِ سلوک کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی رفیقۂ حیات کو بھی دلی انشراح سے قبولیت احمدیت کی توفیق ملے۔ آمین ثم آمین۔

برادرم مکرم نوح صاحب کے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ اور اُن کے اہل و عیال فی الحال اُن کے وطن ڈنمارک میں ہیں۔

چند ماہ قبل ان کی کمپنی کی طرف سے گجرات میں ڈیری فارم کے پلانٹ کے لگانے کے سلسلہ میں بھیجا گیا۔ اسی دوران رمضان المبارک آیا۔ باقاعدگی سے روزے رکھے۔ مرکز قادیان سے رابطہ قائم کیا۔ وہاں سے لٹریچر منگوایا اور غیر مسلم احباب میں تقسیم کیا۔ عید الفطر کی نماز مکرم سید فضل احمد صاحب کے ہمراہ "ماؤنٹ آبو" میں جاکر ادا کی۔

قادیان سے دار التبلیغ بمبئی کا پتہ منگوایا اور مورخہ ۱۹ر نومبر کو دار التبلیغ میں تشریف لائے اور احباب سے ملاقات کی۔

اُن کے اعزاز میں اور حج بیت اللہ کے لئے جانے والے دو احمدی بھائیوں کے اعزاز میں جماعت احمدیہ بمبئی کی طرف سے ایک ٹی پارٹی دی گئی۔ مورخہ ۲۱ر نومبر کو پھر اُن کے اعزاز میں ایک مختصر سی ٹی پارٹی کا انتظام کیا گیا۔ باوجود مصروفیت کے وہ تشریف لائے۔ اور پانچ صد روپے Rs. 500/- نصرت جہاں ریزرو فنڈ کو بطور عطیہ دیا۔ جس کی باضابطہ اُن کو رسید دی گئی۔ اور بعد نماز عشاء دار التبلیغ سے رخصت ہوئے۔ اسی شب ایک بجے انہیں جہاز سے جانا تھا۔ وہ اپنے وطن ڈنمارک واپس جا رہے ہیں۔ وعدہ فرمایا کہ انشاء اللہ دوبارہ ہندوستان آنے پر بمبئی اور مرکز قادیان بھی جائیں گے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور ان کے اخلاص میں برکت دے۔ اور اُن کی اہلیہ محترمہ کو بھی قبولِ احمدیت کی توفیق عطا فرمائے اور وہ زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق پائیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی تمام مشکلات کو دور کر کے ان کو اپنے جملہ نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے آمین ۞

صدقات کے متعلق سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا ایک اہم ارشاد

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:—

"خدا تعالیٰ پر توکل سب سے اہم چیز ہے۔ جو کچھ خدا کر سکتا ہے بندہ نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہو کہ وہ ایسا راستہ کھول دے جس سے آپ کی اور جماعت کی تکلیفیں دور ہوں۔ اس میں سب طاقتیں ہیں۔ جہاں بندے کی عقل نہیں پہنچتی وہاں اس کا علم پہنچتا ہے۔ خواہ ایک ٹکڑا ہو صدقہ بہت دیا کرو۔ کیونکہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جہاں دعائیں نہیں پہنچتیں وہاں صدقہ بلاؤں کو رد کر دیتا ہے"

حضور رضی اللہ عنہ کا مندرجہ بالا ارشاد ہماری جماعت کی موجودہ مشکلات اور ترقی کے راستہ میں رکاوٹوں کے پیشِ نظر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اور جماعت کے ہر مخلص دوست کا فرض ہے کہ وہ حضور اقدس کے ارشاد کی اہمیت کا پوری طرح احساس کرتے ہوئے کثرت سے صدقات دینا شروع کر دے اور ساتھ جماعت کی مشکلات کے ازالہ کے لئے دعائیں بھی کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

درویش فنڈ۔ نصرت جہاں ریزرو فنڈ

جن مخلصین نے درویش فنڈ اور نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں وعدے کر رکھے ہیں اُن سے درخواست ہے کہ جلد ادائیگی کر کے ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو آمین۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

درخواست دعا:— خاکسار کے بھائی جناب مطیع الرحمٰن صاحب بیمار ہیں اور خورد ہسپتال میں داخل ہیں تمام احباب جماعت سے ان کی شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (خاکسار: انیس الرحمٰن کیرنگ)

جماعت احمدیہ میلاپالئم (تامل ناڈو) کی طرف سے

سنٹرل جیل میں تقریب عید الفطر اور دعوتِ طعام

(از مکرم مولوی محمد عمر صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن تامل ناڈو)

اخبار بدر کی گذشتہ ایک اشاعت میں Palayam kottai سنٹرل جیل میں جاکر وہاں کے مسلم قیدیوں سے ملاقات کرنے اور انہیں مخاطب کرنے کے سلسلہ میں خاکسار کی رپورٹ شائع ہوئی تھی۔

اس کے بعد وہاں کے تعلیم یافتہ اور مستعد نوجوانوں سے خاکسار کی باقاعدہ خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا اور تامل رسالہ راہِ امن کے علاوہ سلسلہ کی اب تک شائع شدہ تمام تامل کتابیں اور چند ضروری انگریزی لٹریچر بھی بھیجتا رہا۔

ماہِ رمضان میں خاکسار کے نام ایک چٹھی آئی جس میں ایک مسلم نوجوان قیدی نے لکھا کہ "جب سے آپ آکر گئے ہیں ہمارے اندر ایک نئی رَو چل پڑی ہے۔ اور ایک نئی بیداری پیدا ہوئی ہے۔ ہم چند نوجوان قیدی اکٹھے ہوکر جماعت احمدیہ اور اس کے عقائد و کارناموں کے بارے میں گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ ہم میں سے اکثر یہاں نماز بھی پڑھنے لگے ہیں۔ اکثر افراد نے روزے رکھنے شروع کئے ہیں اور اسی طرح تراویح کا ہم نے یہاں انتظام کیا ہے۔ نماز تراویح پڑھانے پڑھانے کا شرف مجھے حاصل ہو رہا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ نیز انہوں نے لکھا کہ عید الفطر کے روز ہمارے لئے نمازِ عید پڑھانے کا آپ کوئی انتظام کریں۔ ہم سب مسلم قیدی آپ کے بہت ممنون ہوں گے"۔

اس چٹھی کے ملنے کے بعد خاکسار نے مذکورہ سنٹرل جیل سے دو میل دوری پر واقع جماعت احمدیہ میلاپالئم کے صدر صاحب کو لکھا کہ عید کے روز جماعت کا ایک وفد سنٹرل جیل چلا جائے اور وہاں بھی نماز پڑھانے کا انتظام کیا جائے۔ نیز میں نے ان سے یہ خواہش کی کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے اس خوشی کے موقعہ پر ان مسلم بھائیوں کے لئے کھانے یا مٹھائی وغیرہ کا انتظام کیا جائے۔

چنانچہ مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ نے خاکسار کی اس خواہش کی تکمیل کرتے ہوئے یہاں اطلاع دی۔ یعنی عید الفطر کے دن جماعت احمدیہ میلاپالئم کے مشن ہاؤس میں نماز پڑھنے کے بعد صدر صاحب کی قیادت میں ایک وفد سنٹرل جیل گیا۔

اور مکرم سپرنٹنڈنٹ صاحب آف جیل کی اجازت سے مسلم قیدیوں سے مل کر انہیں عید کی مبارکباد دی۔ اس کے بعد مکرم حافظ محمد خواجہ صاحب نے عید کی نماز پڑھائی۔ اور خطبہ میں موقع و محل کے مطابق تقریر کی۔ اس سے فارغ ہوکر تمام مسلم قیدیوں کو جو قریباً ۳۰ ہیں پُرتکلف بریانی کی دعوت دی گئی۔

اس کے بعد ظہر کی نماز تک ہمارے احمدی احباب ان قیدیوں کے درمیان میں رہے۔ اور مختلف تبلیغی گفتگو میں مصروف رہے۔ اور سب مل کر ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد مکرم سپرنٹنڈنٹ کا شکریہ ادا کرکے خوشی خوشی واپس آئے۔

اخباروں میں ذکر

شہر ترونلویلی سے نکلنے والے دو کثیر الاشاعت اخبار DINA THANTI اور DINA MALAR نے جن کی اشاعت لاکھوں تک ہے۔ اس خبر کو نمایاں جگہ پر بڑا عنوان دے کر شائع کیا۔ ان میں سے DINA THANTI مجریہ ۹ نومبر کی خبر ذیل میں درج ہے۔

جیل میں قیدیوں کو بریانی کی دعوت
پالئم کوٹے سنٹرل جیل میں!!

ترونلویلی نومبر ۹

پالئم کوٹے سنٹرل جیل میں قیدیوں کو بریانی کی دعوت دی گئی ہے۔ میلاپالئم انجمن احمدیہ مشن ہاؤس میں عید الفطر کی نماز کی ادائیگی کے بعد صدر جماعت محمد ابوبکر صاحب کی زیر قیادت جماعت کا ایک وفد پالئم کوٹے (PALAYAM KOTTAI) سنٹرل جیل میں جاکر مسلم قیدیوں کو عید مبارک دی۔ اس کے ساتھ ہی عید الفطر کا ایک خاص کھانا "بریانی" تمام مسلم قیدیوں کو جو ۳۰ کے قریب ہیں دیا گیا۔ ان قیدیوں کی خواہش پر جیل سپرنٹنڈنٹ کی اجازت سے حافظ محمد خواجہ صاحب نے تمام مسلم قیدیوں کے ساتھ عید کی نماز پڑھائی۔ اور رمضان المبارک کی خصوصیات پر لیکچر دیا۔ ظہر کی نماز تک اراکینِ وفد قیدیوں کے ساتھ رہے جماعت احمدیہ کی طرف سے جیل سپرنٹنٹ مسٹر آئکنن جیلر Challayya نائب جیلر تھامسن وغیرہ کو اس تعاون پر شکریہ ادا کیا گیا۔

یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ اس سال رمضان میں اکثر مسلم قیدیوں نے روزے رکھے۔ اور تراویح کی نماز پڑھی۔ اس لئے خاص کر امسال مسلم قیدیوں کے لئے افطاری اور سحری کا جیل کی طرف سے انتظام کیا گیا ہے"۔

(دِناتنتی ۹ نومبر ۷۲ء)

اکثر مسلم قیدیوں کی طرف سے بیعت پر آمادگی کے خطوط آ رہے ہیں۔ انہیں مزید مطالعہ کرنے اور دعا کرنے کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت قبول کرنے اور حقیقی مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ آمین۔

بمبئی میں رمضان المبارک اور عید الفطر

گذشتہ دو سال ہر رمضان المبارک میں خاکسار نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کے ارشاد کے ماتحت درس القرآن دینے کے لئے جماعت احمدیہ یادگیر میں جاتا رہا۔ مگر امسال رمضان المبارک میں بمبئی میں ہی رہا۔ احباب جماعت کے مشورہ سے درس القرآن اور نمازِ تراویح کا پروگرام بنایا گیا۔ اس پروگرام کے ماتحت "الحق" بلڈنگ میں احباب جماعت نمازِ تراویح کے لئے آتے رہے۔ اور نمازِ عشاء سے قبل درود شریف کا درس دیا جاتا رہا۔

ہر اتوار کو بعد نمازِ عصر تا مغرب قرآن مجید کا درس دیا جاتا رہا۔ جس میں اِلّا ماشاء اللہ جملہ احباب جماعت شوق سے شریک ہوتے رہے۔ اور ہر اتوار کو اجتماعی طور پر افطاری کا انتظام بھی رہا۔ مکرم وی عبد الرحیم صاحب مالاباری۔ مکرم یو عبد اللہ صاحب مالاباری۔ مکرم یوسف علی صاحب عرفانی مکرم سید عنایت اللہ صاحب نے روزہ داروں کی افطاری کا خاص طور پر اہتمام کیا۔ ۲۷ رمضان المبارک کی شب کو احباب جماعت کا "الحق" میں انفرادی اور اجتماعی عبادت و نمازِ نفل کا پروگرام تھا۔ اس لئے اس موقعہ پر سحری کا انتظام مکرم غلام محمود صاحب یادگیری نے کیا۔

۷ نومبر کو بعد نمازِ عصر درس القرآن کی مجلس ہوئی۔ اور اجتماعی دعا ہوئی۔ بمبئی میں عید کا چاند ۷ نومبر کو ہی نظر آگیا ۸ نومبر کو عید تھی۔ عید الفطر پڑھنے کا انتظام الحق کے صحن میں کیا گیا۔ مستورات کے لئے دفتر کا کمرہ دے دیا گیا۔ اس تقریب پر لاؤڈ اسپیکر کا انتظام مکرم غلام محمود صاحب یادگیری نے کیا۔ گذشتہ دو سال سے وہ یہ انتظام اپنی طرف سے کرتے ہیں۔ اس طرح ایک تبلیغی فائدہ بھی ہوجاتا ہے۔ کہ غیر از جماعت لوگوں کو خطبۂ عید سننے کا موقعہ ملتا ہے۔ الحمدُ للہ

امسال احباب جماعت بمبئی نے رمضان المبارک کے تربیتی پروگراموں میں شوق سے حصہ لیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ سب احباب کو دینی و دنیوی ترقیات عطا فرمائے۔ اور جن احباب نے روزہ داروں کی افطاری اور سحری اور لاؤڈ اسپیکر کا اپنے اخراجات سے انتظام کیا اللہ تعالیٰ ان کے کاروبار اور اموال میں برکت دے۔ اور ان کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ اس عیدِ سعید کو ہم سب کے لئے برکتوں اور رحمتوں کا پیش خیمہ بنائے آمین۔

خاکسار: شریف احمد امینی
مبلغ انچارج مہاراشٹر و گجرات۔
مقیم بمبئی۔

درخواستِ دعا

مورخہ ۲۸ اکتوبر کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور رحم سے اور میرے ماں باپ کی دعاؤں کے طفیل یہاں کی لارڈ لیش یونیورسٹی سے بی۔ اے۔ آنرز کی ڈگری عطا فرمائی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

میں اس خوشی کے موقعہ پر بمد اعانت اخبار بدر اور درویشیں فنڈ پانچ ڈالر کی رقم نذر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ جملہ درویشان سے خصوصاً اور بزرگانِ جماعت سے عموماً درخواستِ دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ میری اس کامیابی کو اسلام اور احمدیت کے لئے مفید ثابت کرے آمین (خاکسار سید رضا الدین احمد کینیڈا)

جماعت ہائے احمدیہ کیرلہ میں تبلیغی و تربیتی جلسے

(از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس)

نظارت بیت المال قادیان کی ہدایت پر خاکسار مورخہ ۲۰ تبوک کو جماعت ہائے احمدیہ کیرلہ کے مالی دورہ کے روانہ ہوا۔ مفوضہ فرائض کی سرانجام دہی کے علاوہ مختلف جماعتوں میں درس و تدریس دینے اور تبلیغی و تربیتی جلسوں میں شرکت کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

پتھانا پیرم یہاں ایک مختصر مگر بہت ہی مخلص جماعت ہے۔ مورخہ ۲۹ تبوک (ستمبر) بروز جمعہ نماز مغرب و عشاء کے بعد مشن ہاؤس میں محترم مولوی محمد ابوالوفاء صاحب مبلغ انچارج کیرلہ کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔

اس جلسہ کے بارے میں مضافات میں اشتہارات تقسیم کئے گئے تھے۔ لاؤڈ اسپیکر کا عمدہ انتظام تھا۔

محترم مولوی صاحب کی تلاوت قرآن کریم کے بعد سب سے پہلے خاکسار نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر تقریر کی۔ خاکسار نے موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی زبوں حالی کا تفصیلی نقشہ کھینچ کے بعد قرآن کریم اور احادیث کی تعلیمات کی روشنی میں بتایا کہ مسلمانوں کے روحانی و دنیوی ارتقاء کا موجب صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستگی اختیار کرنا ہی ہے۔

خاکسار کی تقریر ایک گھنٹہ تک رہی۔ اس کے بعد محترم صدر صاحب جلسہ نے خطاب کرتے ہوئے نہایت تفصیل سے بتایا کہ موجودہ تمام مسائل کا حل احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں ہی پایا جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ جلسہ نہایت کامیاب رہا۔

پینگاڈی مورخہ ۴ ر اخاء (اکتوبر) کو جماعت احمدیہ پینگاڈی کے زیر اہتمام احمدیہ مسجد میں زیر صدارت محترم بی۔ عبدالرحیم صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ایل (برادر صغیر محترم حضرت مولانا عبداللہ صاحبؓ) نائب صدر جماعت احمدیہ پینگاڈی ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔

باوجود شدید بارش کے اکثر احباب نے اس میٹنگ میں شرکت کی۔ مکرم ایس۔ وی۔ قمر الدین صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم ایم۔ کے محی الدین اُتی صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے عہد دوہرایا۔ اس کے بعد مکرم صاحب صدر نے ابتدائی تقریر کرتے ہوئے احباب جماعت کے اندر تنظیم کی رُوح اور نظم و ضبط کے احترام کا جذبہ پیدا کرنے کی طرف زور دیا۔ آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے سامنے صرف بعض مخصوص عقائد کی حقیقت بیان کرنے کے لئے تشریف نہیں لائے بلکہ ہمارے اندر اجتماعیت کی روح پیدا کرنے اور اس طرح قرب الٰہی حاصل کرانے کے لئے ہی مبعوث ہوئے ہیں۔ آپ نے جماعت احمدیہ میں قائم شدہ موجودہ تنظیم اور اجتماعیت کی برکت سے پیدا شدہ رُوحانی انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ جب تک ہمارے اندر یہ رُوح کارفرما نہ ہو ہم احمدیت کی حقیقت سے روشناس نہیں ہوسکتے۔

اس کے بعد محترم جناب محمد ابراہیم صاحب صدر جماعت نے مختصر خطاب کرتے ہوئے تحریک جدید کی اہمیت اور اس کی برکات اور اس کے شاندار نتائج کے بارے میں ذکر کیا۔ اسی طرح چندہ جات۔ زکوٰۃ وغیرہ کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ دلائی۔

تیسرے نمبر پر مکرم مولوی محمد ابوالوفاء صاحب نے تقریر کرتے ہوئے ایک صحیح احمدی کے اوصاف اور فضائل کا ذکر کیا اور اس ضمن میں کشتی نوح کی تعلیمات پر روشنی ڈالی۔

جلسہ کی آخری تقریر خاکسار کی تھی۔ میں نے آیت قرآنی وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَا اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کی تلاوت کرتے ہوئے اس کی تشریح کی۔ خاکسار کی تقریر ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔

آخر میں محترم صدر مجلس نے مختلف واقعات کی روشنی میں اسی آیۃ کے بعض حصوں کی تشریح کی بالآخر آپ نے اجتماعی دعا فرمائی۔ اس طرح یہ رُوحانی اجتماع ۹ بجے شب بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

موگرال امسال آل کیرلہ احمدیہ سالانہ جلسہ یہیں نہایت شاندار اور کامیابی سے منعقد ہوا تھا۔ یہ علاقہ مخالفین احمدیت کا گڑھ کہلاتا ہے۔ کانفرنس سے قبل یہاں جب بھی کوئی تبلیغی جلسہ بلایا جاتا تھا، بہت مخالفت ہوتی تھی۔ بچوں کا شور۔ تالی بجانا۔ پتھراؤ کرنا ایک معمولی سا بنا ہوا تھا۔ لیکن کانفرنس کے انعقاد کے بعد اس رویّہ میں نمایاں تبدیلی نظر آئی۔ مورخہ ۶ ر ۷ ر اخاء کو دو دن نہایت کامیابی سے جلسہ منعقد ہوا۔ کافی تعداد میں سامعین نہایت دلچسپی سے ہماری تقاریر سماعت فرماتے رہے۔

جماعت احمدیہ موگرال کے زیر اہتمام مورخہ ۵ ر ۶ ر اور ۷ ر اخاء کو جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ لیکن ۵ ر تاریخ کی مسلسل اور موسلا دھار بارش کی وجہ سے پہلا جلسہ نہیں ہوسکا۔

لیکن دوسرے دن مطلع بالکل صاف رہا۔ اور دھوپ نکل آئی۔ موگرال ڈاک خانہ کے سامنے کی گراؤنڈ میں بعد نماز مغرب خاکسار کی زیر صدارت پہلا جلسہ منعقد ہوا۔ خاکسار کی تلاوت قرآن مجید کے بعد محترم جناب صدیق امیر علی صاحب صدر صوبائی کمیٹی جماعت ہائے احمدیہ کیرلہ نے جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت بیان فرمائی۔

اس کے بعد خاکسار نے صداقت احمدیت کے عنوان پر ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔ جس میں حضرت احمد علیہ السلام کی آمد سے لے کر اب تک کے حالات کا نقشہ کھینچنے کے بعد بتایا کہ جماعت احمدیہ کی عظیم الشان کامیابیاں اور اس کی موجودہ بین الاقوامی حیثیت اور اس کے دشمنوں کی ناکامی اور پسپائی وغیرہ اس بات کے شاہد ناطق ہیں کہ تحریک احمدیت خدا تعالیٰ کی قائم کردہ ہے اور اس کو نیست و نابود کرنے کی طاقت کسی بھی دنیوی طاقت کو حاصل نہیں۔ کیونکہ اس الٰہی سلسلہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کے عظیم الشان وعدے ہیں۔ جو پورے ہوتے آرہے ہیں اور وہ دن قریب ہے جبکہ ساری دنیا احمدیت کی آغوش میں پناہ لینے والی ہے۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد یوسف صاحب معلّم وقف جدید نے اجرائے نبوت کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے قرآن کریم کی ہم مختلف آیات سے اجرائے نبوت اور امکان نبوت کو ثابت فرمایا۔

آخر میں محترم جناب صدیق امیر علی صاحب نے سب کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد پہلے دن کا جلسہ بفضلہ تعالیٰ بہت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔

اس جلسہ کے دوسرے ہی دن خاکسار اپنے دورے کے سلسلہ میں آگے نکل گیا تھا۔ بعد کی اطلاع کے مطابق مورخہ ۸ ر اخاء کو مکرم مولوی محمد ابوالوفاء صاحب اور مکرم مولوی محمد یوسف صاحب نے مسئلہ فلسطین اور ختم نبوت کی حقیقت کے بارے میں مؤثر تقاریر کیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اِن حقیر مساعی کو اپنے فضل سے قبول فرمائے اور ہمیں صحیح معنوں میں احمدیت کا پیغام تمام علاقہ میں پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے

اَللّٰهُمَّ اٰمِيْن

درخواستِ دعا

کنہ پورہ ضلع اننت ناگ کشمیر جس کی بیشتر آبادی احمدیوں پر مشتمل ہے حال ہی میں وہاں ہائی سکول کھولے جانے کی منظوری ہوئی ہے۔ وزیر اعلیٰ جناب سید میر قاسم علی صاحب اپنے دورہ میں کنہ پورہ تشریف لے گئے تھے۔ مبلغ مقامی مولوی حمید الدین صاحب شمس اور احباب جماعت کنہ پورہ نے جماعت کا لٹریچر موصوف کی خدمت میں پیش کرنے کے بعد ہائی سکول منظور کئے جانے کی درخواست کی جناب وزیر اعلیٰ نے ہمدردانہ غور کرنے کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ چند ہی دن بعد محکمہ کی طرف سے ہائی سکول کے قیام کی منظوری آگئی۔ محکمۂ تعلیم کی طرف سے کئے گئے آرڈر میں یہ ذکر ہے کہ اس سکول کی منظوری وزیر اعلیٰ جناب میر قاسم صاحب کی خصوصی سفارش سے دی گئی ہے۔ سکول کے لئے سٹاف آگیا ہے۔ اور پڑھائی شروع ہے۔

مخالفین کی طرف سے یہ کوشش ہو رہی ہے کہ چونکہ ہمارے گاؤں بڑے ہیں اور سکول پہلے سے جاری ہیں۔ لہذا کنہ پورہ کی بجائے کسی دوسری جگہ پر ہائی سکول کا قیام ہو۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ مخالفین کی ریشہ دوانیوں سے سکول کو محفوظ رکھے اور سکول کامیابی کے ساتھ اعلیٰ التعلیم معیار قائم کرسکے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ سے قبل اس کی سو فیصدی ادائیگی کی جانی ضروری ہے

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں اب صرف چند یوم باقی رہ گئے ہیں۔ امید ہے کہ احباب جماعت اس میں شرکت کے لئے تیاری کر رہے ہوں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس روحانی اجتماع میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان برکات سے وافر حصہ پانے کی سعادت بخشے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ میں شامل ہونے والے دوستوں کے لئے دعائیں فرمائی ہیں۔

چندہ جلسہ سالانہ بھی چندہ عام اور حصہ آمد کی طرح لازمی چندوں میں سے ہے جو کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے زمانہ مبارک سے جاری ہے اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ مقرر ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی تعمیل میں اس چندہ کی سو فیصدی وصولی جلسہ سالانہ سے قبل ہوتی ازبس ضروری ہے۔ تاکہ جلسہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت کے ساتھ ہو سکے۔

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی بہت جماعتوں نے تا حال اس چندہ کی ادائیگی کی طرف کما حقہٗ توجہ نہیں دی۔ اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی طرف سے اس مد میں ابھی تک کوئی رقم وصول نہیں ہوئی۔

لہٰذا جملہ احباب جماعت، عہدیداران مال و مبلغین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی طرف خاص توجہ دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے تمام احباب جماعت کو اس چندہ کی جلد از جلد سو فیصدی ادائیگی کی توفیق بخشے آمین۔

ادائیگی زکوٰۃ اور عہدیداران جماعت کا فرض

زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک ہے جن کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو زکوٰۃ کی ادائیگی کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ قرآن پاک میں جہاں اقیموا الصّلوٰۃ کا حکم آیا ہے وہاں اٰتُو الزّکوٰۃ کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے اکثر دوست قرآن پاک کے اس حکم پر عمل پیرا ہیں۔ اور بغیر کسی تحریک کے اس اہم ذمہ داری کو پورا کرتے ہیں۔

لیکن نظارت ہذا کی معلومات کے مطابق بعض ایسے احباب بھی ہیں جن پر زکوٰۃ تو واجب ہوتی ہے لیکن یا تو مسائل زکوٰۃ سے ناواقفیت کی وجہ سے یا اپنی غفلت کی وجہ سے وہ زکوٰۃ ادا نہیں کر رہے۔

لہٰذا عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مقامی طور پر ایسے احباب کا جائزہ لیتے رہا کریں۔ اور تحریک فرماتے رہا کریں۔ نظارت ہذا نے ایک رسالہ مسائل زکوٰۃ چھپوایا ہوا ہے۔ جو تمام جماعتوں کو بھجوایا گیا ہے۔ اگر کسی دوست کو ضرورت ہو تو کارڈ آنے پر مفت بھجوایا دیا جائے گا۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

افادیت البدر

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۳۷ء:-

"میں اخبار کے فائدہ کے لئے نہیں بلکہ آپ لوگوں کے ایمانوں اور آپ کے ہمسایوں کے ایمانوں کے فائدہ کے لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ لوگ اخبارات خریدیں۔"

(مینیجر اخبار بدر قادیان)

اعلان بابت او۔ ایم۔ پی اور کٹک شہر

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بعض جماعتی مصالح کی خاطر و حسن انتظام پیدا کرنے کے لئے او۔ ایم۔ پی اور کٹک شہر کی جماعتوں کو مدغم کر کے "او۔ ایم۔ پی و کٹک شہر" کی ایک جماعت قائم کر دی ہے اور او۔ ایم۔ پی کے موجودہ تمام عہدہ داران ہی اس مدغم شدہ جماعت کے عہدہ دار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرتے ہوئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے فضل و رحم سے اس نئے انتظام کو کامیاب و مبارک کرے آمین۔

ناظر اعلےٰ قادیان

ولادت

مورخہ ۹ نومبر ۷۲ء کو عزیزم عبد الغفار صاحب ٹائپ رائیٹر مکینک کو خدا تعالیٰ نے پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ یہ خاکسار کا پہلا نواسہ ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے از راہ شفقت نومولود کا نام عبد المنان تجویز فرمایا ہے۔ جملہ احباب جماعت سے زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی اور نومولود کے خادم دین اور نیک و صالح بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: خلیل الرحمٰن کلرک دفتر نظارت علیا قادیان

اعلان نکاح

مورخہ ۱۵ نومبر ۷۲ء کو مسجد احمدیہ بھدرک میں مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب ابن عسکری خان صاحب مرحوم ساکن کیرنگ کا نکاح عزیزہ امۃ القیوم بشریٰ بنت ثمر خان صاحب ساکن کرڈاپلی کے ہمراہ مکرم مولوی سید غلام مہدی صاحب ناصر مبلغ سلسلہ احمدیہ متعین بھدرک نے پندرہ سو -/1500 روپے حق مہر پر اعلان فرمایا۔ بزرگان سلسلہ اور تمام احباب کرام سے رشتہ کے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ثابت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (خاکسار شمس الدین صدر جماعت احمدیہ بھدرک)

درخواست دعا

خاکسار نے امسال علی گڑھ یونیورسٹی میں ایل۔ ایل۔ بی میں داخلہ لیا ہے۔ فائینل امتحان بہت قریب ہے۔ تمام احباب جماعت، درویشان کرام سے امتحان میں نمایاں کامیابی اور خدمت دین کی توفیق پانے کیلئے درخواست دعا ہے۔ اس کے علاوہ عبد المجید صاحب ٹاک اور عبد الحمید صاحب یاری پورہ بھی ایل۔ ایل۔ بی اور ایم۔ اے میں اسی یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں وہ بھی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

خاکسار: سید رشید احمد بل (آسنور) حال علی گڑھ

ہر قسم کے پرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالسٹی اعلیٰ ——— نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ نمبر ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ:- "Autocentre" { فون نمبرز { 23-1652 / 23-5222

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۱/۵۸ فیرس لین کلکتہ ۱۲

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کیلئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔

Azad TRADING CORPORATION
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA-12.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَیَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

ترجمہ:۔ "تجھے دور دراز علاقوں سے امداد ملے گی اور تیرے پاس لوگ بکثرت آئیں گے" (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج!
جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

نقشہ پیش ہو کے رہے بہتریں جیف ہے
سرزمین ہند میں چلتی ہے ہوا خوشگوار!

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا اکیاسیؐ واں عظیم الشان

جلسہ سالانہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔
"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دُنیا میں بھیجا گیا۔"
(الوصیت)

بتاریخ ۱۸ ۱۹ ۲۰ فتح ۱۳۵۱ ہش
دسمبر ۱۹۷۲ء
بروز:۔ سوموار۔ منگل۔ بدھ

تحقیقِ حق اور تعلیم اسلام و صداقت احمدیت معلوم کرنیکا بہترین اور نادر موقعہ!

پیشوایانِ مذاہب کی تعظیم اور امن و اتحاد کے قیام کے متعلق تقاریر!!

مقامِ اجتماع:۔ محلہ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور

حضرت امام جماعت احمدیہ کے رُوح پرور پیغام کے علاوہ ذیل کے روحانی اور علمی موضوعات پر جماعت احمدیہ کے مقررین خطاب فرمائیں گے

۱۔ ہستی باری تعالیٰ۔
۲۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیدا کردہ انقلاب۔
۴۔ موعود اقوام عالم۔
۵۔ موجودہ عالمی پیچیدگیوں کا حل۔
۶۔ امام مہدی کا ظہور۔
۷۔ جماعت احمدیہ غیروں کی نظر میں۔
۸۔ برکات خلافت۔
۹۔ جماعت احمدیہ کی مالی قربانیاں اور جماعت کی اہم ذمہ داریاں۔
۱۰۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہم پیشگوئیاں۔
۱۱۔ قرآن مجید کی اہم پیشگوئیاں۔
۱۲۔ تاریک براعظم میں احمدیت کی ضیاء پاشیاں۔
۱۳۔ ذکر حبیب علیہ السلام۔
۱۴۔ پرگنے بٹالے دا گورو۔
۱۵۔ مذہب اور سائنس۔

نوٹ:۔ (۱) بیرونِ ہند سے بھی زائرین کے تشریف لانے کی توقع ہے۔ (۲) جلسہ کے دوران میں کسی کو سوال کرنے کی اجازت نہیں ہوگی (۳) ہمارا جلسہ سالانہ خالص روحانی اور مذہبی جلسہ ہے اس تقریب کا سیاست کوئی تعلق نہیں (۴) مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کے ذمہ ہوگا البتہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں (۵) مردانہ جلسہ گاہ کا پروگرام زنانہ جلسہ گاہ میں سُنا جائے گا۔ البتہ درمیانی دن عورتوں کا الگ پروگرام ہوگا۔

خاکسار:۔ مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب (بھارت)